ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

لولاک

شمارہ ۶ جلد ۱۲

جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ جون 2008ء

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علاماتِ قیامت - قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟

کاروانِ ختم نبوت رواں دواں

مرزا قادیانی کی موت پر سو سال

قادیانیوں سے مناظرے

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۶ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروق
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان   مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

مرزا قادیانی کی موت پر سوسال	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین!

تعارف قرآن...... بزبان صاحب قرآن	مولانا مزمل حسین کاپڑیا	8
حضرت عبداللہ بن زیدؓ	جناب عبداللہ فارانی	13
علامات قیامت...... قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟	مولانا مفتی محمد راشد مدنی	16
حضرت ابوبکر صدیقؓ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	21
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را	مولانا اللہ وسایا	23
آہ! سید عبدالوہاب شاہؒ	مولانا اللہ وسایا	26
کاروان ختم نبوت رواں دواں	مولانا محمد علی صدیقی	29
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی	37

ردقادیانیت!

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	46
مرزا قادیانی بقلم خود	مولانا اللہ وسایا	49

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54
تبصرہ کتب	مولانا غلام رسول دین پوری	55
جمادی الاخریٰ کے اہم واقعات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

مرزا قادیانی کی موت پر سو سال!

۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کا لاہور میں بمرض ہیضہ انتقال ہوا۔ ۲۶؍مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت پر سو سال پورے ہوگئے۔ قادیانی جماعت نے صد سالہ خلافت جوبلی منانے کا اعلان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک میں قادیانی شرانگیزی اور مرزا قادیانی کے کذب کو واضح کرنے کے لئے ’’ایک سو ختم نبوت کانفرنسیں‘‘ ملک بھر میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان سطور کی تحریر کے وقت ’’۸۱؍ختم نبوت کانفرنسیں‘‘ چاروں صوبوں میں منعقد ہوچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے جانشین مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے ۲۶؍مئی کو لاہور میں صد سالہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی موت کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی جماعت کا جشن منانا بالکل ایسے ہے جیسے ایک چور کو چوری کرتے کرتے سو سال پورے ہو جائیں تو وہ اپنی ’’کارکردگی‘‘ پر صد سالہ جشن کا اعلان کردے تو اس عمل کو سوائے سینہ زوری کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ قادیانیت اور معقولیت کی آپس میں دشمنی ہے۔ بایں ہمہ قادیانی جماعت اگر توجہ فرمائے تو خود مرزا قادیانی کی موت، مرزا قادیانی کے کذب پر زبردست دلیل ہے۔ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کی موت کے صد سالہ جشن کی بجائے مرزا قادیانی کی موت پر غور کرے تو اسے نشان ہدایت مل سکتا ہے۔ صرف تین امور پر غور وفکر کی مخلصانہ گذارش کے لئے یہ سطور لکھی جاتی ہیں۔ ’’ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باﷲ‘‘

امر اوّل

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید جو پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا نام ڈاکٹر عبدالحکیم خان تھا۔ بیس سالہ رفاقت اور مخلصانہ تابعداری کے بعد مرزا قادیانی سے برگشتہ ہوگئے تھے۔ مرزا قادیانی اپنے مخلص مرید کے باغی ہونے پر سخت اشتعال میں آگئے اور اسے مرتد قرار دے دیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے۔ جو بیعت توڑ کر مرتد ہوگیا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۶۹، خزائن ج۲۲ ص۷۲، ۱۳۱)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا قادیانی سے صرف علیحدگی اختیار نہیں کی۔ بلکہ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں سینہ تان کر کھڑا ہوگیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں:

’’اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے

ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گزرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۸،۵۵۷)

قادیانیت ترک کرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مرزا قادیانی کے بارہ کیا خیالات تھے۔ مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریر سے عیاں ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا قادیانی کی موت سے متعلق ایک پیش گوئی بھی کی۔ جسے خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں پڑھئے:

''پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے .... ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۸)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کہنا تھا کہ مرزا قادیانی کذاب ومفتری ہے۔ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائے گا۔ اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ وہ تین سال کب سے شروع ہو کر کب پورے ہوں گے۔ خود مرزا قادیانی کی زبانی سنئے۔ لکھتے ہیں کہ:

''میں (مرزا قادیانی) نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج ۱۴؍اگست ۱۹۰۶ء ہے۔ پھر اس کا خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۸)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء سے تین سال کے عرصہ تک اگر مرزا قادیانی کی موت واقع ہو جائے تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء سے ۱۲؍جولائی ۱۹۰۹ء تک تین سال پورے ہو جاتے ہیں۔ عبدالحکیم خان کی پیشگوئی کے مطابق مرزا قادیانی کو اس عرصہ میں مر جانا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے بھی عبدالحکیم خان کے مقابلہ میں ایک پیشگوئی جڑ دی اور اسے الہام خداوندی قرار دیا۔ مرزا قادیانی کے الہام کے دو فقرے اور مرزا قادیانی کی طرف سے ان کی تشریح پیش خدمت ہے:

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور مرد مصلح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے گی اور صادق اور کاذب میں کوئی

امر خارق نہ رہے گا...... ’’فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے‘‘ اس فقرہ میں عبدالحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔‘‘...... ’’رب فرق بین صادق وکاذب۰ انت تریٰ کل مصلح وصادق ’’یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۹،۵۶۰)

قارئین! عبدالحکیم خان کا کہنا ہے کہ مرزا مفتری وکذاب ہے۔ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۹ء تک مر جائے گا۔ مگر اس کے مقابلہ پر مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامتی کا شہزادہ قرار دیا ہے۔ صادق وکاذب میں خدا تعالیٰ فرق ظاہر کرے گا۔ غرض جو پہلے مرے وہ کاذب وشریر اور جو زندہ رہے وہ صادق وسلامتی کا شہزادہ۔ گویا دونوں پہلوان عبدالحکیم خان، مرزا قادیانی اکھاڑے میں کھڑے اپنے سامنے دوسرے کے مرنے کی پیش گوئی کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں یہ مرحلہ بھی آیا۔ مرزا قادیانی نے نومبر ۱۹۰۷ء میں تحریر کیا کہ میرے دشمن جو جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ کے اندر میرے مرنے کی پیش گوئی کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کئے۔ چند عربی الہامات کے بعد ایک اردو الہام بھی شائع کیا۔ جو بڑا واضح اور فیصلہ کن ہے۔ ملاحظہ ہو:

’’اور پھر آخر میں (خدا نے) اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

غرض مرزا کی اس الہامی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب کہ دونوں میں سے جو پہلے مرے وہ جھوٹا۔ بقول مرزا اسے خدا تعالیٰ نے یقین دلا دیا کہ:

۱...... تو سلامتی کا شہزادہ ہے۔
۲...... تیرے دشمن کی پیش گوئی تیرے مرنے کی بابت جھوٹی ہوگی۔
۳...... تیرا دشمن تیرے سامنے مرے گا۔
۴...... تیری عمر لمبی ہوگی۔
۵...... تیرے جیتے جی تیرا دشمن تیرے سامنے نیست ونابود وہلاک ہو جائے گا۔

ستمبر ۱۹۰۹ء سے پہلے مرزا قادیانی مر جائے تو عبدالحکیم خان کی پیشگوئی پوری ہوگی اور مرزا مفتری

وکذاب ثابت ہوگا اور اگر اس تاریخ تک مرزا قادیانی زندہ رہا اور اس کی زندگی میں عبدالحکیم خان مرجائے تو صادق وکاذب میں فرق ہوگیا۔

لیجئے لگے ہاتھوں مرزا قادیانی کی زندگی کی آخری تصنیف سے ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحکیم خان نے جولائی ۱۹۰۹ء کی بجائے ۴راگست ۱۹۰۸ء سے بھی پہلے مرزا قادیانی کے مرنے کی تاریخ مقرر کردی۔ عبدالحکیم خان کتنا سخت جان قوی الارادہ دشمن ہے جولائی ۱۹۰۹ء سے ستمبر ۱۹۰۹ء پھر ۴راگست ۱۹۰۸ء سے پہلے مرزا قادیانی کے مرنے کی پیشگوئی کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کا ملہم اسے حوصلہ دیتا ہے کہ ڈٹے رہو۔ ۴راگست ۱۹۰۸ء سے پہلے تم نہیں مروگے۔ بلکہ پہلے تمہارا دشمن ہلاک ہوگا۔ لیجئے قارئین تاریخیں قریب سے قریب ترلائی جارہی ہیں۔ مرزا قادیانی اپنی آخری تصنیف میں تحریر کرتے ہیں:

”تب اس (عبدالحکیم) نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴راگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہوجاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔“ (چشمہ معرفت ص۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی ۴راگست ۱۹۰۸ء سے قبل مرجائے گا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ وہ (عبدالحکیم) خود ہلاک ہوگا اور یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے جو سچا ہے خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔

قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو مرگیا اور عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کے مرنے کے دس سال بعد ۱۹۱۹ء تک زندہ رہے۔ اب قادیانی غور فرمائیں کہ سچا کون؟ اور جھوٹا کون؟۔

امر دوم

مرزا قادیانی نے مولانا ثناءاللہ امرتسری کے خلاف ”آخری فیصلہ“ کے نام پر ۱۵راپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اس کی عبارت کا یہ حصہ بہت ہی قابل توجہ ہے۔

”مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین! ”ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ آمین“ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹)

مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ سے دعاء کون کررہا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی۔ دعاء کیا

ہے کہ مفسد وکذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھالے۔ اٹھائے کیسے؟ موت یا سخت آفت جو موت کے برابر ہو اس میں مبتلا کرے۔ مرزا قادیانی نے فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ اب اس اشتہار کے ایک سال ایک مہینہ دس دن بعد مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مر کر ثابت کر گیا کہ وہ کذاب ومفسد تھا۔ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر گیا۔

مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس سال بعد تک مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ زندہ رہے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کا سرگودھا میں انتقال ہوا۔ اب قادیانی حضرات غور فرمائیں کہ سچا کون؟ جھوٹا کون؟ جس مقدمہ کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں تھا اس مقدمہ کا خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔ قادیانی کیوں توجہ نہیں فرماتے؟

امر سوم

اب آخری باقی امر رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی وفات کیسے واقع ہوئی؟ خود قادیانی کتب سے دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔اے تحریر کرتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ (بیوی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا...... لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا...... آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب ضعف اس قدر تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے...... مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔‘‘ (سیرت المہدی ج۱ ص۹، طبع ۲۱؍دسمبر ۱۹۲۳ء)

یہ حوالہ پکار پکار کر صدا لگا رہا ہے کہ دست وقے، قے ودست کی حالت میں مرزا قادیانی مرے۔ دست آیا قے آئی گر گئے۔ سر چارپائی سے ٹکرایا چارپائی کے نیچے اپنا کیا دھرا تھا۔ اس پر گرے وہیں پر مرے۔

دست وقے کو کیا کہتے ہیں؟ ہم نہیں کہتے خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خسر اور صحابی، خلیفہ قادیان کے نانا جان، مرزا قادیانی کی اہلیہ کے والد گرامی، قادیانی امت کی ام المؤمنین کے ابوجان سے سنئے وہ فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت (مرزا قادیانی) جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب ’’مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔‘‘ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔‘‘ (حیات ناصر ص۱۴، طبع دسمبر ۱۹۲۷ء)

مرزا قادیانی طاعون وہیضہ کو عذاب کہتے تھے۔ خود اس میں مبتلا ہوا۔ مندرجہ بالا حوالہ جات خود بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ اصولوں کی رو سے کاذب ومفتری تھا۔ اس سے بچنا، امت کو بچانا ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔

’’اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه • وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه • امین بحرمة النبی الکریم‘‘

تعارف قرآن ...... بزبان صاحب قرآنؐ!

مولانا مزمل حسین کاپڑیا

دنیا کے بڑے بڑے فصحاء شعراء اور نثر نگاروں نے اپنے خاص بلیغانہ انداز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا ہے۔لیکن صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ نے جس سادگی اور دلنشیں انداز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا ہے وہ بالکل منفرد ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:’’قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور تمہارے بعد کے حالات ہیں۔قرآن کریم تمہارے درمیان حکم اور فیصلہ کرنے والا ہے۔یہ غیر سنجیدہ کتاب نہیں۔جس متکبر نے قرآن کریم کو ترک کیا۔اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کردیں گے اور جس نے غیر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔اللہ اس کو گمراہ کردیں گے۔قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔یہ ذکر ہے کہ حکمت والا ہے اور سیدھا راستہ ہے۔اس کی اتباع سے خواہشات میں کجی واقع نہیں ہوتی۔قرآن کریم زبانوں پر آسان ہے۔علماء قرآن کریم سے سیر نہیں ہوتے اور قرآن کریم بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔جب جنات نے اس کو سنا تو ان سے رہا نہ گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ:’’ہم نے قرآن عجیب سنا جو راہ ہدایت دکھاتا ہے۔پس ہم اس پر ایمان لائے۔‘‘جس شخص نے قرآن کے موافق کہا سچ کہا۔جس نے اس پر عمل کیا اس کو ثواب دیا جائے گا اور جس نے اس کے موافق فیصلہ کیا، انصاف کیا۔جس نے لوگوں کو قرآن کی طرف بلایا اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔‘‘ (جامع ترمذی، باب فضائل القرآن)

قرآن کریم اور ماضی کے قصص و واقعات

قرآن کریم میں جابجا آسمان و زمین اور تمام کائنات و مخلوقات خصوصیت کے ساتھ انسان کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان واقعات اور قصص کا بیان بھی کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں پر کیا کیا انعامات کئے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو کیسے کیسے عذاب کے ذریعہ سزا دی گئی۔انسان کی فطرت ہے کہ وہ مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے اور کسی بھی واقعہ کے کردار اور اس واقعہ سے متعلق افراد کے اچھے یا برے نتائج سے نصیحت پکڑتا ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت اور خلافت فی الارض کے منصب کے تقاضے پورے کرنا ہے۔انسان کے اس مقصد پیدائش کی یاددھانی اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔قرآن کریم میں جہاں آسمان و زمین تمام کائنات و مخلوقات اور خصوصیت کے ساتھ انسان کی پیدائش کا ذکر کہیں اجمالی اور بعض جگہ قدرے تفصیلی ہے۔وہاں آنحضرت ﷺ سے قبل اس دنیا میں مبعوث ہونے والے انبیاء میں سے چند اہم انبیاء اور ان کی اقوال کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہوا ہے۔ان انبیاء کی تبلیغ و دعوت کا طریقہ کار اور ان کی قوم کے نیک اور فرمانبردار افراد پر انعام الٰہی کی بارش اور سرکش و نافرمان افراد پر عذاب الٰہی کی شکل میں سزا کا تفصیل کے ساتھ بار بار مختلف انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ:’’قرآن کریم وہ

کتاب ہے کہ جس میں تم سے پہلے لوگوں کا ذکر ہے۔'' اس ارشاد میں انبیاء سابقین کے قصص اور واقعات کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ قرآن کریم نے انبیاء سابقین کے قصص و واقعات امت محمدیہ کے لئے بطور عبرت اور نصیحت بیان کئے ہیں۔ لہٰذا ان واقعات کے بیان کرنے میں مندرجہ ذیل امور کی خاص رعایت رکھی گئی ہے۔

۱...... قرآن کریم انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص کے ان حصوں کو خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ جن میں امت محمدیہ کے لئے وعظ ونصیحت اور عبرت کے پہلو اجاگر ہوتے ہوں۔

۲...... قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کے واقعات ذکر کئے ہیں کہ جن سے اہل عرب کے کان آشنا تھے اور انہوں نے مثبت یا منفی انداز میں ان واقعات کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ سن رکھا تھا۔ مثلاً قوم عاد وثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات چنانچہ ان واقعات کے نتائج کی روشنی میں مخاطبین کو بتلا دیا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کے متبعین کو اللہ نے کس طرح کامیابی دلائی اور منکرین کو کس قسم کے عذاب بھگتنا پڑے۔

۳...... اور پھر جن واقعات میں وعظ ونصیحت کے پہلو زیادہ تھے ان کو صرف ایک بار ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کو بار بار قرآن کریم میں مختلف انداز میں ذکر کیا اور ہر مرتبہ اس واقعہ کی ابتداء، مختلف انداز میں کی گئی اور اس واقعہ کی معلومات میں تدریجاً اضافہ کیا گیا۔ ہر جگہ وہ واقعہ اپنا ایک الگ ہی لطف دیتا ہے۔ غور کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ۲۷ مقامات پر آیا ہے۔ لیکن ہر جگہ ایک نئے انداز سے اور نئی معلومات اور نئی وعظ ونصیحت کے ساتھ۔

الغرض مقصود ان واقعات سے یہ ہے کہ ان کو سن کر دل میں شرک، بت پرستی اور گناہوں سے نفرت اور ان کی برائی بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف محسوس ہو اور نبی کی ہدایت اور دعوت کے ماننے والوں کو اللہ کی طرف سے مدد اور کامیابی کی ضمانت عطاء ہو۔ اس موقع پر مناسب ہوگا کہ انبیاء اور غیر انبیاء کے ان واقعات کی ایک فہرست بھی درج کردی جائے کہ جن کا ذکر اجمالاً یا تفصیلاً ایک مرتبہ یا متعدد بار قرآن کریم میں آیا ہے۔

وہ قصص جو قرآن میں ایک سے زائد مرتبہ آئے ہیں

۱...... حضرت آدم علیہ السلام کے تخلیق اور ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا قصہ۔ ۲...... حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان کشتی اور سیلاب کے سلسلے میں ہونے والے مکالمے اور ان کی قوم پر آنے والے عذاب کا قصہ۔ ۳...... حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ ۴...... حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ ۵...... حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ ۶...... حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ ۷...... حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ ۸...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔ (اور ان کا فرعون اور بنی اسرائیل کے نافرمان افراد سے مخاصمہ اور مکالموں کے تفصیلی احوال اور ان کی قوم کو مختلف عذاب اور سزاؤں میں اپنی نافرمانی کے سبب مبتلا ہونے کے واقعات۔) ۹...... حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی نشانیاں اور ان کی کرامات کے واقعات۔ ۱۰...... حضرت ایوب علیہ السلام پر آنے والی آزمائش کا قصہ۔ ۱۱...... حضرت یونس علیہ السلام پر آنے والی آزمائش کا قصہ۔ ۱۲...... حضرت زکریا علیہ السلام کا اپنے لئے اولاد کی دعاء اور اس دعاء کی قبولیت کا

قصہ۔۱۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور اس کے بعد ان سے جو معجزات اور کرامات ظاہر ہوئے ان کا قصہ۔

یہ تو وہ قصص ہیں کہ جو قرآن کریم میں ایک سے زائد مرتبہ آئے۔ جب کہ کچھ واقعات وہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

وہ واقعات جن کا ذکر قرآن میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا قصہ۔۲...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ کا قصہ۔۳...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جانوروں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھنے کا قصہ۔۴...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کرنے کا واقعہ۔۵...... حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کا تفصیلی تذکرہ۔۶...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا قصہ۔۷...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالے جانے کا قصہ۔۸...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر میں پرورش پانے کا قصہ۔ ۹...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قبطی کو مکہ مارنے اور اس سے اس کی موت واقع ہو جانے کا قصہ۔۱۰...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین جانے کا قصہ۔۱۱...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے نکاح کرنے کا واقعہ۔۱۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے واپسی پر ایک درخت پر آگ کا شعلہ دیکھنے اور اس سے کلام کرنے کا قصہ۔۱۳...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا باہم ملاقات کرنے کا قصہ۔۱۴...... طالوت اور جالوت کا قصہ۔۱۵...... ذوالقرنین کا قصہ۔۱۶...... اصحاب کہف کا قصہ۔۱۷...... قصہ ان دو شخصوں کا کہ جن میں سے ایک خدا پر بھروسہ کرتا تھا۔ جب کہ دوسرے کا اسباب پر بھروسہ تھا۔۱۸...... باغ والوں کا قصہ۔ ۱۹...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان تین حواریوں کا قصہ جو شہر انطاکیہ میں منادی کرنے گئے تھے۔ ۲۰...... حبیب نجار کا قصہ جس کو کفار نے اعلان توحید کی پاداش میں شہید کر دیا تھا۔۲۱...... اصحاب الاخدود کا واقعہ جس کا ذکر اشارتاً سورۂ بروج میں آیا ہے۔۲۲...... اصحاب فیل کا قصہ۔۲۳...... بیت المقدس پر چڑھائی ہونے اور اس کی بربادی کا قصہ۔۲۴...... حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس تک مردہ ہو کر زندہ ہونے کا واقعہ۔

نوٹ: یہ فہرست ''تفسیر حقانی'' سے لی گئی ہے۔

الغرض مندرجہ بالا تمام واقعات اور قصص وہ ہیں جو نزول قرآن سے پہلے پیش آچکے تھے اور ان واقعات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مثال وعبرت کے لئے پیش کیا اور آنحضرت ﷺ کے اس مختصر سے ارشاد میں کہ: ''قرآن کریم میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں۔'' انہی واقعات وقصص کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن کریم کے تعارف کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک: ''قرآن کریم میں تمہارے بعد کے حالات ہیں۔'' مستقبل کے بہت سے حالات، کیفیات اور پیشین گوئیوں پر محیط ہیں۔ مستقبل کے حالات کے متعلق قرآن کریم نے جو خبر دی ہے۔ ان میں چند کیفیات کا منظر پیش کیا ہے اور چند واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی پیشین گوئی کی ہے اور انسان کے ساتھ پیش آنے والی چند کیفیات بیان کی ہیں۔ مثلاً موت اور قبر کے حالات وغیرہ۔ الغرض مستقبل کے حالات وواقعات کے سلسلہ میں ایک تو وہ پیشین گوئیاں ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانے

میں ہی ظہور میں آ گئیں۔ مثلاً رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ میں رومیوں کی فتح کی پیشین گوئی، بعض مستقبل کے حالات اور واقعات وہ ہیں جو اپنے خاص وقت اور دور میں ظاہر ہوں گے۔ مثلاً قیامت کی علامات، قیامت کے قائم ہونے کا منظر وغیرہ۔ جب کہ مستقبل کے بعد حالات اور کیفیات وہ ہیں جو ہر انسان اپنے اس مستقبل کے آنے پر قرآن کی بیان کردہ ان کیفیات سے دوچار ہوگا۔ بے شمار انسانوں کے لئے ان کا مستقبل اب ماضی بن چکا ہے۔ جب کہ قیامت تک آنے والے بے شمار انسانوں کے لئے وہ مستقبل اپنے وقت پر آ جائے گا۔ یعنی ہر انسان کے لئے قرآن کی بیان کردہ موت کی کیفیات کا حال اور اس کی روح قبض کئے جانے کا منظر وغیرہ۔

الغرض مستقبل کے حالات و واقعات اور کیفیات کے بیان کے سلسلہ میں قرآن کریم میں انسان کی موت کی کیفیت اور اس کے فنا ہونے کے بعد جو حالات گذریں گے اور قیامت اور اس کے بعد جنت و دوزخ کے جو حالات ہیں ان کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مقصد قرآن کا موعظت و عبرت کے ذریعہ انسان کو اس کے مقصد پیدائش کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ چنانچہ انسان کو فنا اور اس کے بعد پیش آنے والے واقعات کے حوالے سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ہر اچھے اور برے عمل کا حساب دنیا ہے اور اسی کے مطابق اس کو جزاء وسزا دی جائے گی۔

الغرض مستقبل کے جو واقعات اور کیفیات قرآن میں ذکر کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ موت کی کیفیت، ملائکہ کا روح قبض کرنا، موت کے وقت انسان کو جنت و دوزخ کا دکھایا جانا اور عذاب کے فرشتوں کا ظاہر ہونا، اس عالم کا فنا ہونا، قیامت کی علامات، حضرت مسیح کا نازل ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا زمین پر پھیل جانا، صور کا پھونکا جانا، اس دنیا کو تہہ و بالا کیا جانا، آسمانوں اور ستاروں کا ٹوٹنا، پہاڑوں کا روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرنا، دوبارہ صور پھونکا جانا اور اس کے نتیجہ میں تمام انسانوں کا زندہ ہونا اور اللہ رب العالمین کے سامنے حساب و کتاب کے لئے کھڑا ہونا، نامہ اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جانا، انسان کے اعضاء کا ان کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے اچھے یا برے اعمال کی گواہی دینا۔ اچھے یا برے اعمال کا مثالی شکل میں آنا، پل صراط سے گزرنا، اہل جنت کا جنت میں داخل ہو کر اللہ کی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہونا، اللہ تعالیٰ کے جلال اور تجلی کی کیفیات کا محسوس کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں راحت و آرام سے زندہ رہنا۔ جنت کی ان نعمتوں کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں جہنم کے برے ٹھکانے ہونے، بداعمالوں کے جہنم میں جانے اور جہنم میں سزاؤں کے مختلف انداز بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے تعارف کے سلسلہ میں جو بیان فرمایا ہے۔ اگر اس کی تفصیل میں جایا جائے اور اس ارشاد مبارک میں بیان کردہ علوم کی گہرائی میں جایا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ کا علم ہے۔ اس کی کوئی انتہا نہیں، سمندروں کے برابر سیاہی تو ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کلمات اور اس کے علوم ختم نہیں ہو سکتے۔ بہر کیف مندرجہ بالا تشریحات تو صرف آنحضرت ﷺ کے اس ایک ارشاد کی ہے کہ: ''قرآن میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور تمہارے بعد کے حالات ہیں۔''

باقی آپ ﷺ کے اس ارشاد کے بقیہ حصہ کی مختصر شرح تحریر کی جاتی ہے:

✿ …… قرآن کریم میں کفر وایمان، حلال وحرام، اطاعت وگناہ، ثواب وعذاب، مباحات وممنوعات، اوامر ونواہی اور تمام فرائض واحکام شرعیہ کا حکم ہے۔

✿ …… قرآن کریم حق وباطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں غلط اور صحیح اور ان پر مرتب ہونے والے ثواب وعذاب کو علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

✿ …… قرآن کریم محض قصہ پارینہ کی کوئی غیر سنجیدہ اور بے مقصد داستان گوئی پر مشتمل کتاب نہیں، جس کسی نے قرآن پر ایمان لانے اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے انحراف کیا۔ وہ متکبر ہے اور ایسے منحرف ومتکبر کا انجام ہلاکت وبربادی ہے۔ جس نے قرآن کے علاوہ دوسری جگہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی تو گمراہی اس کا مقدر ہوگی۔

✿ …… قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنے سے انسان گمراہی کی گہرائیوں میں گرنے سے بچ سکتا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ وہ اللہ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

✿ …… قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر پنہاں ہے اور اس طرح اس قرآن میں خلق خدا کے لئے وعظ ونصیحت بھی ہے۔

✿ …… قرآن کریم حکیمانہ مفاہیم، معانی اور نصائح پر مشتمل ہے۔ اس قرآن کریم کے مندرجات ایسے پائیدار اصول وضوابط پر مبنی ہیں کہ جو قیامت تک کے لئے کارآمد ہیں۔ تمام مخلوق بھی جمع ہوکر اس قرآن کریم کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ جو شخص اپنی خواہشات اور اپنے نفس کو قرآن کی تعلیمات کے تابع کر دے تو پھر اس کی خواہشات میں کجی نہیں آتی۔ گمراہی اور بدعات سے اس کی حفاظت ہو جائے گی۔

✿ …… قرآن کریم کے الفاظ مؤمنین کی زبان پر آسان ہیں اور اس کے معانی کا سمجھنا آسان ہے۔ مخلوق کے کلام اور خدا کے کلام میں کوئی نسبت نہیں، مخلوق کے کلام میں اختلاف ملے گا۔ جب کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس میں حق وباطل آپس میں گڈمڈ نہیں۔ بلکہ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے۔ قرآن کے علوم لامتناہی ہیں۔ قرآن میں موجود حقائق لامحدود ہیں۔ لہٰذا علماء اور محققین کبھی بھی اس سے سیر نہیں ہوسکیں گے۔ بلکہ جس قدر اس کی گہرائی میں جاتے رہیں گے مزید در مزید حقائق منکشف ہوتے رہیں گے۔ قرآن کریم کے علوم کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔

✿ …… قرآن کریم کی کثرت تلاوت اس کی لذت اور طراوت میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ مخلوق کا کلام بار بار پڑھنے سے اپنی تاثیر کھو بیٹھتا ہے۔ جب کہ اللہ کا کلام جس قدر پڑھا اور سنا جائے اس کے پڑھنے اور سننے کا اشتیاق مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔

✿ …… قرآن کریم میں بے حد تاثیر ہے۔ انسان تو انسان جب جنات نے اس قرآن کریم کو سنا تو وہ اس کی تاثیر پذیری کی تاب نہ لا سکے اور انہوں نے قرآن کریم کی حقانیت کا اعتراف کر لیا اور اس پر ایمان لے آئے۔

جس نے قرآن کریم کے واقعات بیان کئے اور قرآن کریم کے اصول وضوابط کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا۔ جس نے قرآن کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا۔ اس کو بے حساب اجر ملے گا اور جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے خلق خدا کو قرآن کے راستہ کی طرف بلایا تو اس کو راہ ہدایت مل گئی۔

بہادر ماں کے دلیر فرزند......حضرت عبداللہ بن زیدؓ!

عبداللہ فارانی!

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے تو اس وقت حضور نبی اکرمﷺ کے قریب چند صحابہؓ رہ گئے تھے۔ حضرت ام عمارہؓ اس سے پہلے دوسری خواتین کے ساتھ مشکیزوں میں پانی بھر بھر کر مجاہدین کو پلا رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہﷺ خطرے میں ہیں تو مشکیزہ پھینک کر تلوار اور ڈھال سنبھال لی۔ آپﷺ کے قریب پہنچیں اور کفار کے سامنے ڈٹ گئیں۔ کفار بار بار حملہ کر کے آپﷺ کی طرف آتے۔ یہ انہیں دوسرے صحابہؓ کے ساتھ تیروں اور تلواروں سے روکتیں۔ اتنے میں ایک مشرک نے تاک کر ان کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ انہوں نے نہایت پھرتی سے اس وار کو ڈھال پر روکا اور اس کے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار کا وار کیا۔ گھوڑا اور سوار دونوں گر گئے۔ رسول اللہﷺ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپﷺ نے ام عمارہؓ کے بیٹے عبداللہ بن زیدؓ کو پکار کر فرمایا: ''عبداللہ اپنی ماں کی مدد کرو۔'' وہ فوراً ادھر لپکے اور تلوار کے ایک ہی وار سے حملہ کرنے والے مشرک کو قتل کر دیا۔ عین اس وقت ایک دوسرا مشرک تیزی سے ادھر آیا اور عبداللہ بن زیدؓ کا بازو زخمی کرتا دوسری طرف نکل گیا۔ حضرت ام عمارہؓ نے ان کے زخم پر پٹی کی اور بولیں: ''جاؤ بیٹا! جب تک دم میں دم ہے لڑو۔'' رسول اللہﷺ نے ان کا جذبہ دیکھ کر فرمایا: ''اے ام عمارہؓ! جتنا حوصلہ تجھ میں ہے، کسی اور میں کہاں ہوگا۔'' اسی دوران وہی مشرک پھر پلٹ آیا جس نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا بازو زخمی کیا تھا۔ حضرت ام عمارہؓ فوراً اس پر جھپٹ پڑیں اور تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

یہ دیکھ کر حضورﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''ام عمارہؓ! تو نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔'' ام عمارہؓ اسی طرح لڑتی رہیں۔ یہاں تک کہ شدید زخمی ہو گئیں۔ ان کے جسم پر کئی زخم آئے تھے۔ کفار کے بھاگ نکلنے کے بعد نبی اکرمﷺ نے ان کی مرہم پٹی کروائی اور کئی دوسرے صحابہؓ کے ساتھ ان کی بہادری کا ذکر بھی فرمایا۔ فرمایا: ''آج ام عمارہؓ نے بہت بہادری دکھائی۔''

ام عمارہؓ کے جن بیٹے کا ذکر ابھی آپ نے پڑھا، یعنی عبداللہ بن زیدؓ نے غزوہ خندق میں بھی بہادری دکھائی۔ ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ اس طرح ان چودہ سو بڑے صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی بشارت سنائی۔ اس کے بعد یہ اپنی والدہ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۷ ہجری میں نبی اکرمﷺ کے ساتھ عمرہ کیا۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ میں ساتھ تھے۔ اس طرح ان دس ہزار صحابہؓ میں شامل ہوئے جنہیں انجیل میں دس ہزار قدوسی کہا گیا۔

حضور نبی کریمﷺ کی وفات کے بعد جب مرتدوں نے فتنہ برپا کیا اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے لشکر میں چالیس ہزار لوگ جمع ہو گئے۔ انہی دنوں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے بھائی حبیب بن زیدؓ عمان سے مدینے آ رہے تھے۔ وہ مسیلمہ کے ہاتھ لگ گئے۔ اس نے ان سے کہا میری نبوت کا اقرار کرو۔ حضرت حبیب

بن زیدؓ نے انکار کیا۔ اس نے پھر کہا: ''انکار کرو گے تو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' حضرت حبیب بن زیدؓ نے فرمایا: ''تجھ سے جو ہوتا ہے کر لے۔ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔''

اس پر اس ظالم نے ان کے جسم کے ٹکڑے کرا دیے۔ ان کی مظلومانہ شہادت کی خبر دینے پہنچی تو ام عمارہؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو شدید صدمہ پہنچا۔ تاہم حضرت حبیبؓ کی ثابت قدمی پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور عہد کر لیا کہ مسیلمہ سے اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔

اس واقعے کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ کذاب کے مقابلے پر روانہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور حضرت ام عمارہؓ بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ ادھر مسیلمہ نے لڑائی کی زبردست تیاری کر رکھی تھی۔ اس نے مسلمانوں کے مقابلے میں چالیس ہزار جنگجو لا کھڑے کیے۔ مسلمانوں کا ان مرتدوں سے یمامہ کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ اس لئے یہ لڑائی جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرتدوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ وہ دباؤ ڈالتے تو مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑتا۔ پھر مسلمان حملہ کرتے تو ان کافروں کو دھکیل دیتے۔ لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ نے نئے سرے سے لشکر کو ترتیب دیا۔ ہر قبیلے کا الگ الگ لشکر بنا دیا اور اعلان کیا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے لڑے تاکہ معلوم ہو، آج کس نے سب سے بڑھ کر شجاعت دکھائی ہے۔ مردانگی کا حق کس نے ادا کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی یہ جنگی حکمت عملی بہت کامیاب رہی۔ اس کا بہت اچھا نتیجہ نکلا۔ ہر قبیلے نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش میں خوب لڑے۔ یہاں تک کہ دشمن کا منہ پھیر کر رکھ دیا۔ اس کے چھکے چھڑا دیئے۔ دشمن چوکڑیاں بھرنا بھول گیا۔

ادھر مسیلمہ کذاب نے اپنی فوج میں شکست کے آثار دیکھے تو اپنے پیروکاروں کو للکارنے لگا۔

حضرت ام عمارہؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ شروع ہی سے مسیلمہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ آخر انہوں نے اسے دیکھ لیا۔ حضرت ام عمارہؓ زخم پر زخم کھاتیں اس کی طرف بڑھیں۔ اس کوشش میں انہیں گیارہ زخم آئے۔ ایک ہاتھ بھی کلائی سے کٹ گیا۔ اس پر بھی انہوں نے رکنے کا نام نہ لیا۔ برابر آگے بڑھتی رہیں۔ آخر مسیلمہ کذاب کے نزدیک پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اپنی برچھی سے اس پر وار کیا۔ لیکن اس پر ایک برچھی کی بجائے ایک ساتھ دو برچھیاں پڑیں۔ وہ کٹ کر گھوڑے سے گرا۔ ام عمارہؓ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے ساتھ ہی عبداللہؓ کو بھی کھڑے پایا اور ان کے ساتھ ہی حضرت وحشیؓ کھڑے تھے۔ وحشیؓ نے اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) مسیلمہ پر پھینکا اور عبداللہ بن زیدؓ نے اپنی تلوار کا وار کیا۔ اس طرح مسیلمہ کذاب جہنم رسید ہوا۔ انہوں نے حضرت حبیبؓ کے قاتل کی موت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بہت توجہ سے حضرت ام عمارہؓ کا علاج کرایا۔ جلد ہی ان کے زخم ٹھیک ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ بنوخزرج کی شاخ بنونجار سے تھے۔ ان کے والد زید بن عاصم نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ ابھی چھوٹے تھے کہ وہ فوت ہو گئے۔ البتہ ان کی والدہ ام عمارہؓ شروع میں ہی ایمان لے آئی تھیں۔ یہ بھی روایات ملتی ہیں کہ عبداللہ بن زیدؓ اور ان کے بھائی حبیب بن زیدؓ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان

ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دونوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب نبی اکرمﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ غزوہ بدر میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ شریک تھے یا نہیں اس بارے میں یقینی بات نہیں ملتی۔ البتہ اس کے بعد انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی اور طویل عرصہ تک زندہ رہے۔ یزید بن معاویہؓ کے دور میں شہید ہوئے۔ علم وفضل کے لحاظ سے بھی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا خاص مقام تھا۔ آپؓ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرمﷺ ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ان کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو یہ پانی لائے اور آپﷺ نے وضو فرمایا۔ انہوں نے آپﷺ کے وضو کا طریقہ یاد کرلیا۔ چنانچہ ایک زمانہ کے بعد لوگوں نے ان سے حضورﷺ کے وضو کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے خود ان کے سامنے وضو کر کے دکھایا کہ آپﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔

کوئٹہ میں مجلس کے رہنماؤں کے اعزاز میں استقبالیہ

بلوچستان کے علمائے کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی فرقے کے سدباب کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اعلان کیا۔ اتوار کو مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی جانب سے مرکزی رہنماؤں اور علمائے کرام کے اعزاز میں استقبالیہ سے مہمان خصوصی مجلس کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کا یہ ایک عالمی تبلیغی ادارہ ہے جو دنیا بھر میں قادیانیوں کا تعاقب کر رہا ہے۔ اردو، انگریزی اور عربی میں لٹریچر شائع کیا جاتا ہے جو کہ مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے مبلغ ہر وقت فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی علاقے کے مسلمانوں کا ایمان تباہ ہوا اور قادیانیوں نے ان سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا تو اس علاقہ کے علماء جوابدہ ہوں گے۔ مجلس کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی جماعت کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی محلے اور بستی میں کوئی مسلمان قادیانی یا مرتد ہوا تو اس کی ذمہ داری محلے اور بستی کے علمائے کرام پر ہوگی۔ سابق رکن قومی اسمبلی شیخ الحدیث مولانا نور محمد نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء اور عہدیداروں اور کارکنوں کی خدمات کو سراہا۔ جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ملت اسلامیہ پر احسان عظیم ہے۔ یہ ہر سال ملک کے ہر شہر اور کونے میں آواز بلند کر کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف بیدار کرتے ہیں۔ مجلس کے مرکزی رہنما جامع مسجد سکھر کے خطیب مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ فتنہ قادیانیت سے پریشان تھے۔ انہوں نے تمام علماء کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس فتنے کا مقابلہ کریں۔ مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالواحد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام مسلمان اس مسئلہ پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام ملت اسلامیہ متحد ہو کر قربانی دے۔ استقبالیہ سے مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد یوسف نقشبندی نے انجام دیئے۔ آخر میں صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے دعا کرائی۔

علامات قیامت......قیامت سے پہلے کیا ہوگا!

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا مسیح بن مریم علیہ السلام تک ہر نبی مکرم کا یہ مبارک طریقہ رہا کہ اپنے بعد میں آنے والے نبی کا تذکرہ خوب وضاحت وصراحت سے فرماتے۔ ان کے نام ونسب، عادات وغیرہ کا بطور پیشین گوئی تذکرہ ہوتا۔ لیکن جب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے یہ طریقہ بدل دیا۔ آپ علیہ السلام نے کسی نئے نبی کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ بلکہ لانبی بعدی (کہ میری بعد کوئی نبی نہیں) فرما کر یہ اعلان فرمادیا کہ سلسلہ انبیاء اب ختم ہوگیا اور قیامت کا تذکرہ فرماتے ہوئے یہ امر امت کے سامنے رکھ دیا کہ میں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں جس طرح (شہادت اور درمیانی) دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں کہ اب قیامت تو آسکتی ہے۔ لیکن کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام نے نئے نبی کی علامات کی بجائے قیامت کی علامات کا ذکر فرمایا۔

قیامت کی چھوٹی علامات

علم کا اٹھ جانا۔ زنا کاری اور شراب نوشی کی کثرت۔ ظلم وستم کا رواج ہوجانا۔ ماں کی نافرمانی اور بیوی کی اطاعت۔ دوستوں سے رغبت اور باپ سے نفرت۔ حیاء اور شرم کا اٹھ جانا۔ امانت کو لوٹ کا مال سمجھ کر دبالینا اور زکوٰۃ کو بوجھ سمجھنا وغیرہ۔ ان کے علاوہ اور بھی علامات قیامت ہیں۔ جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں ملتا ہے۔

قیامت کی بڑی علامات

قیامت کی بڑی علامات میں سے پہلی علامت حضرت مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری ہے۔ لغت کے اعتبار سے ہر ہدایت یافتہ شخص کو مہدی کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہر سچے اور پکے مسلمان کو مہدی کہا جاسکتا ہے۔ یعنی ہدایت والا۔ لیکن جس مہدی کا تذکرہ احادیث میں آیا ہے کہ وہ قیامت کے قریب تشریف لائیں گے اس سے ایک خاص اور معین شخص مراد ہے جو سید ہوں گے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ ان کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدی ان کا لقب ہوگا۔ چالیس سال کی عمر کو پہنچیں گے تو ان کو نیک لوگ پہچانیں گے۔ ان کے ظہور سے قبل عیسائیوں کی حکومت شام اور خیبر تک پہنچ جائے گی۔ عیسائیوں سے جنگ کے دوران بادشاہ اسلام شہید ہوجائے گا۔ اس وقت مسلمان حضرت مہدی کے متلاشی ہوں گے۔ تاکہ وہ دشمن سے نجات دلائیں۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے۔ اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ کمزور سے اس عظیم الشان کام کے انجام کی تکلیف دیں۔ مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں گے۔ کعبۃ اللہ کا طواف فرمارہے ہوں کے اسی اثناء میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔ صورت وسیرت میں حضور اکرم ﷺ کے مشابہ ہوں گے۔ جو خزانہ کعبۃ اللہ میں مدفون ہوگا وہ نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ ان کی خلافت مشہور ہونے پر بے انتہا مسلمان آپ کی افواج میں داخل

ہو جائیں گے۔ دشمنوں کا ایک لشکر آپ سے مقابلہ کرنے آئے گا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیضاء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین دھنسا دیا جائے گا۔ مسلمانوں کے افواج کا سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجیں جمع کریں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان سے مقابلہ کے لئے مجتمع ہو کر ملک شام میں جمع ہو جائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے۔ روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ جائیں گے۔

ملک شام میں عیسائیوں کی فوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ تین روز مسلسل جنگ ہوگی۔ جس میں اہل اسلام کی ایک کثیر تعداد شہید ہو جائے گی۔ چوتھے روز حضرت مہدی علیہ الرضوان بہت کم مسلمانوں کو لے کر دشمن سے جہاد فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو فتح مبین عطا فرمائیں گے۔ عیسائی بہت زیادہ قتل ہوں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان اہل اسلام پر مال غنیمت تقسیم فرمائیں گے۔ مگر مجاہدین کو خوشی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس جنگ کی وجہ سے سو افراد میں سے صرف ایک بچا ہوگا۔

اس کے بعد حضرت مہدی علیہ الرضوان قسطنطنیہ کے لئے سفر فرمائیں گے اور وہاں عیسائیوں سے جہاد کر کے فتح حاصل کریں گے۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اسی اثناء میں معلوم ہوگا کہ دجال نکل آیا ہے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان اس خبر کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار بھیجیں گے۔ ان کے حق میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں ان کے والدین کے نام اور گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ کچھ ہی عرصہ بعد دجال ظاہر ہو جائے گا۔

دجال کی صورت اور اہل اسلام کے لئے آزمائش

دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ اس کا لقب مسیح ہوگا۔ ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی۔ عراق وشام کی طرف ظاہر ہوگا۔ اولاً نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان چلا جائے گا اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ زمین پر فساد برپا کر دے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے عادات کے برخلاف ظاہر کروائے گا۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھا ہوا ہوگا۔ جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ جو اسے خدا تسلیم کرے گا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی اور کثرت سے غلہ ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ قحط سالی کا شکار ہو جائے گا۔ لوگوں سے کہے گا تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کرتا ہوں۔ تاکہ تم مجھے خدا مان لو۔ پھر وہ شیاطین کو حکم کرے گا کہ اس شخص کے باپ کی شکل ہو کر قبر سے نکلو۔ چنانچہ شیاطین ایسے ہی کریں گے۔ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔ دجال کے شر وفساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا۔ جن میں ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ باقی ایام معمول کے مطابق ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

دجال کے دمشق (شام کا شہر) پہنچنے سے قبل حضرت مہدی علیہ الرضوان دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ

کی پوری تیاری کر چکے ہوں گے۔ فجر کی اذان کے بعد حضرت مہدی علیہ الرضوان امامت کے لئے مصلے پر پہنچ چکے ہوں گے۔ مکبر نماز کی اقامت کہہ چکا ہوگا کہ اسی اثناء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق کے مشرقی سمت میں دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے آسمان سے اتریں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان نہایت خوش خلقی اور تواضع کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت فرمائیے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار فرمادیں گے اور جب حضرت مہدی علیہ الرضوان پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ اقامت تمہارے لئے کہی گئی ہے۔ چنانچہ اس وقت نماز کی امامت حضرت مہدی علیہ الرضوان فرمائیں گے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوں گے۔ یہ امت محمدیہ کی فضیلت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک امتی امامت فرمائیں گے اور اللہ کے نبی مقتدی بنیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد قرآن وسنت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے اور اسلام کی تبلیغ فرمائیں گے اور آپ علیہ السلام کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے بھی منافی نہیں۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو نبوت حضور ﷺ سے پہلے مل چکی ہے۔ منافی تب ہوتا جب آپ علیہ السلام کو نبوت حضور ﷺ کے بعد ملتی۔

عیسائیوں کی اکثریت درست عقائد معلوم ہونے کے بعد مسلمان ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ مل کر یہود کا قتل عام کریں گے۔ حتیٰ کہ اگر کسی درخت یا پتھر کی آڑ میں کوئی یہودی چھپا ہوا ہوگا تو وہ پتھر اور درخت آواز دے گا کہ اے خدا کے بندے دیکھ یہ یہودی ہے۔ اسے پکڑ اور قتل کر۔ سوائے درخت غرقد کے وہ نہیں بولے گا۔ تاہم سارے یہودی قتل ہو جائیں گے۔ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کرتے ہوئے مقام لد پر پہنچ کر اسے قتل کردیں گے اور مسلمانوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں کا دورہ فرمائیں گے۔ جہاں دجال نے ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہوگا۔ انہیں اجر عظیم کی بشارت اور تکالیف سے تسلی دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل خنزیر کریں گے اور صلیب کا نشان تک دنیا سے مٹادیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ۴۹ سال کی عمر میں انتقال فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ اس کے بعد تمام انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی کہ میں اپنے بندوں میں ایسے طاقتور بندے ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص میں ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ پس میرے خاص بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں۔

یاجوج ماجوج کا خروج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل اسلام کو لے جائیں گے کہ اسی اثناء میں یاجوج ماجوج کی قوم جو کہ حضرت یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ اس قوم کو حضرت ذوالقرنین نے ان کے ظلم وفساد کی وجہ سے لوہے کی آہنی دیوار کے بیچ مقید کردیا تھا۔ قیامت کے قریب اس دیوار کو توڑدیں گے اور دریاؤں کے دریا پی جائیں گے۔ ظلم اور قتل وغارت گری میں مشغول ہو جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان تنگ دل ہو جائیں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا

کے لئے کھڑے ہوں گے اور مسلمان آپ علیہ السلام کے پیچھے آمین کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ طاعون جیسی ایک بیماری سے ان کو ہلاک کر دیں گے۔ ان کی لاشوں کا بہت تعفن ہوگا تو اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے اور پھر انتہائی بابرکت بارش ہوگی جو چالیس دن تک ہوتی رہے گی۔ تاکہ ان کا تعفن اور گندگی ختم ہو جائے۔ اس بارش کی وجہ سے نہایت بابرکت پیداوار ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے بکری کا دودھ سارے کنبے کے لئے کافی ہو جائے گا۔ یاجوج ماجوج کی تیر کمانیں ایک عرصہ تک بطور ایندھن استعمال ہوں گی۔ سانپ اور درندے تک لوگوں کو ایذا نہ پہنچائیں گے۔

یہ وہ وقت ہوگا جب ساری دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی مذہب نہ ہوگا۔ ساری دنیا میں کوئی کافر نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نکاح فرمائیں گے اور آپ علیہ السلام کی اولاد بھی ہوگی۔ آپ علیہ السلام کے اخیر زمانہ میں خواہشات نفسانی کا ظہور ہونے لگ جائے گا۔ نزول کے بعد چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر انتقال ہو جائے گا اور روضۂ اقدس میں آپ علیہ السلام کی تدفین ہوگی۔ روضۂ اقدس میں اس وقت تین قبریں ہیں۔ ایک میں آنحضرت ﷺ آرام فرما ہیں۔ باقی دو میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ آرام فرما ہیں۔ ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ وہاں عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی۔ آپ علیہ السلام کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں کفر و جہل کی رسوم عام ہو جائیں گے اور علم بہت کم رہ جائے گا۔

بڑا دھواں

انہی دنوں میں ایک بڑا دھواں نمودار ہو کر زمین پر چھا جائے گا۔ جس سے مسلمان تو صرف کدورت نزلہ وزکام میں مبتلا ہوں گے۔ مگر منافقین و کفار ایسے بے ہوش ہو جائیں گے کہ بعض ایک دن اور بعض دو دن اور بعض تین دن بعد ہوش میں آئیں گے۔ یہ دھواں چالیس دن رہے گا پھر مطلع صاف ہو جائے گا۔

سورج کا بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہونا

اس کے بعد ماہ ذوالحجہ میں ایک رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ مسافر تنگدل، بچے خواب سے بیدار ہو جائیں گے۔ آخر تین چار رات کی مقدار دراز ہونے کے بعد سورج ایک قلیل روشنی کے ساتھ بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس نشانی کے بعد نہ کسی کافر کا ایمان معتبر ہوگا اور نہ کسی گنہگار کی توبہ قبول ہوگی۔ پھر سورج سابقہ طریقہ پر مشرق سے طلوع ہوگا۔

عجیب الخلقت جانور کا نکلنا

اسی روز یا اس سے اگلے روز ایک عجیب الخلقت جانور کعبۃ اللہ کے مشرقی جانب صفا پہاڑی واقع ہے وہ زلزلہ سے پھٹے گی اور اس سے یہ جانور نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہرے پر ایک نورانی نشان لگائے گا جس سے مومنین کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

ٹھنڈی ہوا کا چلنا

کچھ عرصہ کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان مرجائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مومن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہوگا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ اس ہوا سے مرجائے گا۔ غرض تمام اہل ایمان مرجائیں گے۔

غلبہ حبشہ

بعد ازاں کافروں کا غلبہ ہوگا اور زمین پر ان کی سلطنت ہوگی۔ خانہ کعبہ کی عمارت گرادیں گے۔ شرم وحیا جاتی رہے گی۔ جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ تک کہنے والا نہ رہے گا۔

آگ کا نکلنا

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لائے گی۔ یعنی ملک شام کی طرف جب سب لوگ وہاں جمع ہوجائیں گے تب یہ آگ ہی غائب ہوجائے گی۔ اس کے بعد بحکم اللہ تبارک وتعالیٰ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور قیامت واقع ہوجائے گی۔

اظہار تعزیت

تبلیغی جماعت کے مرکزی رہنماء اور تبلیغی مرکز یوسف مسجد سکھر کے امیر حضرت حاجی محمد ابراہیم شیخ صاحب دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کی مجلس شوریٰ کے رکن الحاج حافظ حکیم عبدالرحمٰن شیخ صاحب کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔ مرحومہ کی پوری زندگی عبادت اور دینی خدمت میں گذری۔ ان کو تربیت اور محنت کے نتیجہ میں سینکڑوں عام گھریلو خواتین تبلیغی جماعت کے شعبۂ مستورات سے وابستہ ہوکر دین متین کی دعوت اور محنت میں مصروف عمل ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء حضرت مولانا بشیر احمد سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر پنوعاقل تشریف لاکر حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحب اور ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا عبداللہ، مولانا عبدالہادی اور حافظ حکیم عبدالرحمٰن اور دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعاء کی۔

خلیفۃ الرسول بلافصل حضرت ابوبکر صدیقؓ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

حضرت ابوبکر صدیقؓ ۵۱ سال قبل از نبوت پیدا ہوئے۔ آپ کا نام عبداللہ...... کنیت ابوبکر...... لقب صدیق...... والد کا نام عثمان...... کنیت ابوقحافہ...... والدہ محترمہ کا نام ام الخیر سلمیٰ بنت صخر تھا۔

آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں حضورﷺ کے ساتھ جا کر ملتا ہے۔ آپ بچپن سے ہی رحمت دوعالمﷺ

کے دوست، مکہ مکرمہ میں معزز ومحترم سمجھے جاتے تھے اور مکہ مکرمہ کے دولت مند تاجروں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ جس کی ضمانت دیتے آپ کی ضمانت عزت ووقار کے ساتھ دیکھی جاتی۔ آپ کو پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ آپ کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر ابن العوامؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت سعد ابن وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ علاوہ ازیں حضرت عثمان ابن مظعونؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، ابوسلمہؓ، خالد ابن سعید بن العاصؓ بھی آپ کی دعوت پر مشرف باسلام ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں رحمت دو عالم ﷺ جہاں بھی دعوت وتبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے، ابوبکر صدیقؓ ساتھ ہوتے۔ حضور ﷺ نے سفر معراج سے واپسی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: ”من یصدقنی “میری اس محیرالعقول سفر سے متعلق تصدیق کون کرے گا۔ فرمایا: ”یصدوقك ابوبکر وھو الصدیق “حضرت ابوبکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے۔ کیونکہ وہ صدیق ہیں۔ گویا صدیق کا لقب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دیا۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مظالم کی انتہا کر دی گئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت مدینہ کی اجازت طلب کی رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا جلدی نہ کرو۔ امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ملنے والا ہے۔ تو عرض کی کہ: ”مجھے شرف ہمراہی نصیب ہوگا۔“ فرمایا تم بھی ساتھ ہی چلو گے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ خلاف معمول ناوقت تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت اسماءؓ نے کھانا تیار کیا اور ”مقدس شخصیات پر مشتمل یہ قافلہ مدینہ کو روانہ ہوا۔“

پہلی منزل غار ثور تھی۔ جہاں آپ ﷺ تین دن تک قیام فرما رہے۔ آپؓ کے فرزند حضرت عبداللہ ابن ابی بکرؓ ہر رات آ کر مشرکین کے حالات سے آگاہ کرتے۔ حضرت اسماءؓ کا کھانا تیار کرنا۔ آپؓ کے غلام عامر ابن فہیرہ کا ہر روز بکریاں اس طرف لے آنا اور تازہ دودھ مہیا کرنا۔ گویا پورا گھرانا جان بازی، رازداری میں اوّل نمبر پر تھا۔ غزوہ بدر میں آپ حضور ﷺ کے حفاظتی دستہ کا فریضہ سرانجام دیتے۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے بدر میں کامیابی نصیب ہوئی۔ ستر مشرکین قتل ہوئے اور ستر عمائدین گرفتار ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے متعلق رائے طلب کی تو حضرت ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق فدیہ لیکر رہائی نصیب ہوئی۔ غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی نظیر، غزوہ بنی المصطلق سمیت تمام غزوات میں حضور ﷺ کے شانہ بشانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، بنوفزارہ میں شرکت فرمائی۔ غزوہ تبوک جسے جیش العسرہ بھی کہا جاتا ہے۔ شدید گرمی اور تنگدستی کی حالت میں ہوا۔ رحمت دو عالم ﷺ نے جیش کی تیاری کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ تو آپؓ نے ایثار وقربانی کا ایک نیا باب رقم فرمایا کہ گھر کا تمام مال واسباب سوئی کی منزل تک حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ علامہ اقبال کیا خوب نقشہ کھینچتے ہیں:

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
شاہد ہے جس کی مہر و وفا پر حرا کی غار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا رازدار
پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

حضورﷺ سے واپسی پر حضورﷺ ممبر پر تشریف لائے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:''اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کو پسند کرے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کا انتخاب کرے تو اس بندہ نے اللہ تعالیٰ کے ہاں کی نعمتوں کا انتخاب کرلیا ہے۔'' یہ جملے سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ رو پڑے۔جس کا بعد میں اندازہ ہوا کہ بندہ سے مراد سرور دو عالمﷺ ہیں۔رحمت دو عالمﷺ نے اپنی مرض الوفات میں مصلیٰ امامت کا وارث حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بنایا۔چنانچہ آپؓ نے حضورﷺ کی موجودگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

سرور دو عالمﷺ کی رحلت کا صدمہ اتنا عظیم تھا کہ بڑے بڑوں کو متاثر کر دیا۔حضرت فاروق اعظمؓ تلوار لے کر میدان میں آگئے اور فرمایا جو کہے گا کہ حضورﷺ انتقال فرما گئے اس کا سر قلم کردوں گا اور دیگر صحابہ کرامؓ بھی انہی کیفیات سے دوچار تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لے آئے اور آپؓ نے سنبھالا دیا اور انہیں قرآن واحادیث سے وفات نبوی کی سلسلہ میں مطمئن کیا۔صحابہ کرامؓ اسی قسم کی سوچ وبچار میں مصروف تھے کہ کسی نے آکر اطلاع کی کہ انصار ''ثقیفہ نبی ساعدہ'' نامی ڈیرہ پر خلافت ونیابت نبوی کے سلسلہ میں غور وفکر کر رہے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو لے کر تشریف لے گئے۔ان کی گفتگو سننے کے بعد فرمایا کہ حضورﷺ نے یہ فرماتے ہوئے ''الائمہ من قریش '' خلافت کا مسئلہ خود حل فرما دیا تھا کہ خلیفہ قریشی ہوگا اور فرمایا کہ یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں۔ان میں سے جسے چاہو خلیفہ منتخب کرلو تو حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں خلافت کے منصب کا کوئی حقدار نہیں اور یہ کہہ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے۔پھر ثقیفہ میں موجود تمام انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔بعد ازاں مسجد نبوی میں تمام مہاجرین وانصار نے اجتماعی بیعت کرلی۔

یوں آپؓ کی خلافت جو خلافت بلافصل ہے۔بغیر کسی منصوبہ اور پلان کے معرض وجود میں آگئی۔حضرت ابوبکرؓ نے جن حالات میں خلافت سنبھالی یہ حالات پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کی مالا تھی۔حضورﷺ کی رحلت کا ناقابل برداشت صدمہ، جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور، انکار زکوٰۃ کا فتنہ اور ارتداد کا فتنہ، حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک ایک کرکے تمام فتنوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔منکرین زکوٰۃ کا قلع قمع کیا۔مرتدین کے خلاف قتال کیا۔مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں تین لشکر بھیجے۔مسیلمہ اور اس کے ماننے والے اکیس ہزار، اٹھائیس ہزار اور ایک شاذ روایت کے مطابق چالیس ہزار منکرین ختم نبوت کو جہنم رسید کیا اور بارہ سو صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانی پیش کرکے تحریک ختم نبوت کی قیادت کا حق ادا کردیا۔آپ نے مختصر عرصہ میں اتنے بڑے کام کئے کہ اسلام کی کشتی پھر ساحل پر آٹھہری اور یوں ۲۲؍جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ ایک تاریخ

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے مقابلہ

میں چنیوٹ سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ عین انہی دنوں جب قادیانیوں کا جلسہ چناب نگر (ربوہ) میں ہوتا تھا۔ ادھر چنیوٹ میں اسلامیان وطن کو مجلس تحفظ ختم نبوت (قادیانیت کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کا) مشترکہ پلیٹ فارم مہیا کرتی۔ یہ کانفرنس ہر سال چنیوٹ میں منعقد ہوتی رہی۔ ۱۹۸۲ء سے چناب نگر میں اسے منتقل کر دیا گیا۔ اب ہر سال یہ کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہوتی ہے۔ اس کانفرنس کی ایک سنہری تاریخ ہے۔ اسے مرتب ہونا چاہئے۔ کوئی اللہ کا بندہ اس کے لئے تیار ہو تو یہ کام کرنے کا ہے۔ آج ایک غرض کے لئے سالانہ رپورٹ مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء پر نظر پڑی تو دل بھر آیا۔ ان دونوں رپورٹوں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ جو دوست اس پر کام کرنا چاہیں۔

۱...... وہ پہلی کانفرنس سے آخری کانفرنس تک کے تمام اشتہارات اکھٹے کریں۔ (اور یہ ہو سکتے ہیں)

۲...... ہر کانفرنس کی سن وار علیحدہ علیحدہ رپورٹ مرتب کریں۔ مثلاً ۱۹۶۲ء کی جو رپورٹ اس وقت زیر نظر ہے اس پر گیارھویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت طبع ہے۔ اس سے متعین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی ۱۹۵۱ء میں داغ بیل ڈالی گئی۔

الف... لولاک، خدام الدین، ترجمان اسلام اور مطبوعہ رپورٹیں۔

ب...... مجلس کے قدیم ریکارڈ سے اشتہارات جمع کر کے ۱۹۵۱ء سے ۱۹۸۱ء تک تیس سالہ رپورٹ مرتب ہو سکتی ہیں۔

ج...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد اوّل سے بھی بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کام کے لئے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا راشد مدنی پر میری اس وقت نظر جاتی ہے۔ یہ حضرات یا جسے اللہ تعالیٰ توفیق دیں اس کام کو مکمل کریں تو بہت ہی فائدہ مند ہوگا۔ پھر ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۸ء تک کو بھی شامل کریں تو نصف صدی کی اس کانفرنس کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔ سر دست تو ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۳ء کی مطبوعہ رپورٹوں سے جو حاصل ہوا وہ پیش خدمت ہے۔ (فقیر اللہ وسایا)

مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ کی سالانہ رپورٹ گیارھویں سالانہ کانفرنس کے ص ۷ پر سرخی ہے۔

اجلاس ہائے سہ روزہ پر ایک نظر

پہلا اجلاس...... ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات قبل از ظہر

صدارت...... مولانا حیدر زمان ہزاروی خطیب شاہی مسجد چنیوٹ

تلاوت...... حافظ محمد حنیف متعلم جامعہ عربیہ چنیوٹ

نظم...... سید مظفر حسین شاہ، چنیوٹ

اختتامی خطاب...... مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیرویؒ

دوسرا اجلاس...... ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات بعد از ظہر

صدارت...... حاجی نوردین مگوں

تلاوت ...... حافظ منظور احمد

نظم ...... عبدالحکیم پانی پتی، جناب کپتان غلام محمد احرار چکڑالہ، تلہ گنگ

خطاب ...... حضرت مولانا تاج محمودؒ پرنسپل اردو، فارسی کالج لائل پور

تیسرا اجلاس ...... ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات بعد از عشاء

صدارت ...... حاجی عبداللطیف سوت والے

تلاوت ...... مولانا حافظ محمد حسین چنیوٹی

نظم ...... سید مظفر حسین شاہ، و کپتان غلام محمد

خطاب ...... مولانا محمد لقمان علی پوری مبلغ ختم نبوت پاکستان

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مبلغ تنظیم اہل سنت پاکستان

چوتھا اجلاس ...... ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ قبل از جمعہ

صدارت ...... شیخ عبدالجید بی۔اے۔بی۔ٹی ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول، چنیوٹ

تلاوت ...... قاری محمد اشرف

نظم ...... جناب جوہر جہلمی، سائیں محمد حیات پسروری

خطاب ...... مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

پانچواں اجلاس ...... ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ بعد از جمعہ

صدارت ...... چوہدری محمد عظیم چیئر مین یونین کمیٹی وممبر میونسپل کمیٹی، چنیوٹ

تلاوت ...... قاری محمد اشرف

نظم ...... مرزا غلام نبی جانباز، وسائیں محمد حیات پسروری

خطاب ...... علامہ دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت پاکستان

چھٹا اجلاس ...... ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ بعد از عشاء

صدارت ...... چوہدری محمد اشرف ہیڈ ماسٹر اصلاح ہائی سکول، چنیوٹ

تلاوت ...... قاری عبدالرزاق

نظم ...... جوہر جہلمی، قاری محبوب سلیم، الحاج سید محمد امین گیلانی

خطاب ...... شیخ حسام الدین بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی لاہور، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

ساتواں اجلاس ...... ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ قبل از ظہر

صدارت ...... ملک اللہ دتہ

تلاوت .... قاری ارشاد احمد پانی پتی

نظم .... مرزا غلام نبی جانباز، سائیں محمد حیات پسروری، سید محمد امین گیلانی

خطاب .... ڈاکٹر محمد عبداللہ اختر (سابق قادیانی) جتوئی ضلع مظفر گڑھ، مولانا عتیق الرحمٰن (سابق قادیانی) چنیوٹ، حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری مبلغ ختم نبوت، حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ رشیدی ساہیوال

اٹھواں اجلاس .... ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ بعد از ظہر

صدارت .... ڈاکٹر شیخ محمد اسماعیل ناظم خاکسار تحریک سرگودھا ڈویژن

تلاوت .... حافظ محمد حنیف

نظم .... سید امین گیلانی، قاری محبوب سلیم، عبدالحکیم پانی پتی

خطاب .... مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

نواں اجلاس .... ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ بعد از عشاء

صدارت .... شیخ محمد صادق عباس وائس چیئرمین میونسپل کمیٹی چنیوٹ

تلاوت .... حافظ مشتاق احمد ناظم جامعہ عربیہ چنیوٹ

نظم .... مرزا غلام نبی جانباز، سید محمد امین گیلانی

خطاب .... مولانا محمد حسین چنیوٹی ناظم احیاء العلوم چنیوٹ، مولانا منظور احمد چنیوٹی پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ، مولانا تاج محمودؒ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت لائل پور، مولانا محمد علی جالندھریؒ مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

آپ کی دعاء پر رات گئے گیارہویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ یاد رہے اس سال مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر میاں محمد رفیق، ناظم اعلیٰ میاں ظہور احمد گلزار اور خزانچی حکیم گلزار احمد تھے۔ یاد رہے کہ کانفرنس کے انتظامات کے لئے گیٹ کمیٹی، خوراک کمیٹی، منادی کمیٹی، استقبالیہ کمیٹی، سٹیج کمیٹی، مہمان کمیٹی، رضا کار کیمپ، معلومات کمیٹی، ڈسپنسری، پریس کمیٹی، خطوو کتابت کمیٹی، صدارت کمیٹی، طباعت واشتہارات کمیٹی، لاؤڈ سپیکر کمیٹی، رابطہ کمیٹی، غرض پندرہ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ جنہوں نے کانفرنس کے انتظامات کو سنبھالا۔ حق تعالیٰ ان سب حضرات کی خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین! (باقی آئندہ)

آہ! سید عبدالوہاب شاہؒ!

مولانا اللہ وسایا

۱۳ر مئی ۲۰۰۸ء بروز منگل پیر طریقت مولانا سید عبدالوہاب شاہ صاحبؒ حاصل پوری روڈ کے ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا سید عبدالوہاب شاہ صاحبؒ احمد پور شرقیہ کے محلہ کٹڑہ احمد خان میں ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی سید محمود شاہ صاحب ایس۔ ٹی سکول ٹیچر تھے۔ سید عبدالوہاب نے سکول کی تعلیم حاصل کی۔ احمد پور شرقیہ کے حافظ رحمت اللہ کے ہاں حفظ قرآن کیا۔ قاری عبدالمالک صاحب کے ہاں راولپنڈی میں گردان اور قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ امینیہ راولپنڈی حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب کی زیرسرپرستی دینی علوم حاصل کئے اور پھر احمد پور شرقیہ گورنمنٹ کالج میں لائبریرین کے عہدہ پر مامور ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ قدرت نے لحن داؤدی سے آپ کو حصہ نصیب کیا تھا۔

تحریک کے جلسے جلوسوں میں ختم نبوت پر نعتیں پڑھتے تو مجمع پر سحر کی کیفیت طاری کردیتے۔ دشمن نے آپ کو زہر دیا۔ بروقت علاج سے جان تو بچ گئی لیکن آواز سخت متاثر ہوئی۔ جوانی میں شوق اٹھا تو دارالعلوم مدینہ بہاولپور سے دورہ شریف مکمل کیا۔ ۱۹۹۳ء میں حاصل پور تشریف لائے۔ یہاں ایک سکول میں ملازمت اختیار کی۔ روایت ہے کہ حاصل پور تشریف لائے تو سب سے پہلے جو آپ کے میزبان تھے۔ انہوں نے پہلی ملاقات میں پہلی بات یہ کی کہ آپ حاصل پور کو چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے؟ سید آل رسول تھے۔ حسینی خون تھا۔ وعدہ کرلیا اور پھر وہیں دفن ہوکر عہد وفاء کی تاریخ میں ایک شاندار روایت کا اضافہ کردیا۔

فقیر راقم کی آج سے برسوں پہلے مدرسہ صادقیہ مخین آباد کے جلسہ پر پہلی ملاقات ہوئی۔ معصوم چہرہ، سادگی کا پیکر، پہلی ملاقات میں فرمایا کہ آپ کے چھوٹے بھائی عبدالقادر کا کیا حال ہے۔ اچانک سنا تو فقیر کو حیرت ہوئی پوچھنے پر فرمایا کہ گورنمنٹ کالج احمد پور شرقیہ میں ان سے راہ ورسم اور دوستی تھی۔

برادر خورد عبدالقادر کی مثال دینداری میں مولانا سید عبدالوہاب شاہ کی صحبتوں کا اثر ہے۔ فقیر کا اس ملاقات کے بعد تو دوستانہ ہوگیا۔ وہ بھرپور محبت والے شخص تھے۔ علاقہ بھر میں وعظ وتبلیغ، سادہ مگر دل میں اترنے والی گفتگو سے مقبول دینی شخصیت تھے۔ دن کو سکول میں، چھٹی ہوتے ہی جلسوں میں شرکت کے لئے سفر کرنا آپ کا معمول تھا۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور نفع خلق خدا کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

پاکستان بننے کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام پہلے چنیوٹ میں پھر ۱۹۸۲ء سے چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ چناب نگر کانفرنس ہمیشہ جمعرات جمعہ کو ہوتی ہے۔ جمعہ بعد از نماز فجر درس کا ہمیشہ سے معمول چلا آرہا ہے۔ ڈیڑھ دو گھنٹہ کا جامع ومفصل کسی ایک عنوان پر خطاب کا یہ معمول کانفرنس کا اہم حصہ ہے۔ عرصہ تک مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی یہ درس دیتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ایک بار اتفاق سے حاصل پور کی جماعت کے ساتھ شاہ صاحب رات کو کانفرنس میں شریک ہوئے۔ مقررین کی بہتات کے باعث رات کو بیان نہ ہوسکا۔ تو صبح درس کرادیا۔ پہلے ہی درس میں مجمع پر جادو کردیا۔ پھر تو ہمیشہ کا معمول بن گیا اور زندگی کے آخری دم تک اس روایت پر آپ عمل پیرا رہے۔

ظہر کے وقت حاصل پور سے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ عشاء کے بعد رات گئے تک شریک کانفرنس رہتے۔ تھوڑی دیر آرام کرتے پھر ساتھیوں کو جگاتے اور صبح کی نماز صف اوّل میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ ادا کرتے۔

سلام پھرتے ہی منبر پر فروکش ہوتے پھر وعظ شروع ہو جاتا۔ جو اشراق تک جاری رہتا۔ درس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ سال بھر کانفرنس کے سامعین جس طرح کانفرنس میں شمولیت کے لئے دن گنتے رہتے۔ یہی حال اس درس کے لئے سامعین کا ہوتا۔

وعظ میں قرآن وسنت، تفسیر وتشریح، قصص، حکایات، عبرت آموز واقعات وتمثیلات، حالات حاضرہ پر تبصرہ، عوام کی خیر خواہی کے لئے پند ونصائح، حکومتی ظلم و بے دینی پر نقد وجرح، برموقعہ شعر واشعار واستعارات سے کام لینا۔ غرض خطابت کے تمام جوہر ان میں موجود تھے۔ بہاولپور اور چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شمولیت آپ کی زندگی کے معمولات قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

بہاولپور ایک بار ''مین مقرر'' تشریف نہ لائے۔ آپ کو آخر میں وقت دیا۔ ہاتھ میں ڈنڈا لے کر دھیمے انداز سے آغاز کیا۔ چند منٹوں میں پورا اجتماع ان کی مٹھی میں تھا۔ رات گئے تک کانفرنس جاری رہی۔ مین مقرر کی عدم تشریف آوری کا لوگ ویسے ہی بھول گئے۔

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے لئے غلہ منڈی بہاولپور میں احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حکومت پر وہ تعریفیں کیں کہ پہلے مقررین کی خطابت ان کے بیان کے نیچے دب گئی۔ ابھی ۱۱ر اپریل ۲۰۰۸ء کو ملتان میں ختم نبوت کانفرنس میں شمولیت کے لئے چلے۔ ان کے کانفرنسوں میں شرکت کے ہمیشہ کے ہمسفر الحاج منیر اختر صدر مجلس تحفظ ختم نبوت حاصل پور ہمراہ تھے۔ جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی کالونی وہاڑی پہنچے تو طوفانی بادو باراں نے مشکل کھڑی کردی۔ حاجی منیر اختر صاحب نے مولانا محمد اسحق ساقی کو فون کیا کہ اس حالت میں کیا حکم ہے۔ ساقی صاحب نے بتایا کہ ملتان میں بارش وآندھی نے طوفان کی کیفیت اختیار کر رکھی ہے۔ کانفرنس میں شرکت کی بجائے واپس جانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ مولانا سید عبدالوہاب سے حاجی منیر اختر نے صورت حال بیان کی۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ موسمی مشکلات اپنی جگہ، مگر کانفرنس میں تو بہر حال شرکت کرنا ہے۔ چنانچہ شدید طوفان میں آئے اور کانفرنس کے اختتام تک دفتر مرکزیہ میں قیام پذیر رہے۔ یہ آپ کی عقیدہ ختم نبوت سے گہری وجذباتی وابستگی کی شاندار مثال ہے۔

آپ نے تبلیغ میں ایک سال لگایا۔ مقامی تبلیغی جماعت سے ربط باضبط رکھا۔ غرض وہ کئی صفات عالیہ کے حامل تھے۔ آپ کی پہلی بیعت حضرت تھانویؒ کے حلقہ کے ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ سے تھی۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت حافظ غلام حبیبؒ چکوال والوں سے ارادت کا تعلق قائم کیا۔ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر پیر ذوالفقار نقشبندی سے خلافت حاصل کی۔

عالم دین، صوفی کامل، شریعت کے عامل، سنت نبوی کے شیداء، تبلیغی مزاج، سادہ طبیعت، سراپا عجز وانکسار کی صفات نے آپ کو چمکتا دمکتا زر خالص بنادیا تھا۔ شاہ صاحب کا کھلا لمبا چہرہ، خوبصورت نرم ملائم چھدرک بالوں والی داڑھی، گندم گوں رنگ، معصومیت جھلکتی صورت، درمیانہ قد، مناسب جسمانی ساخت، نہ بالکل پتلے دبلے نہ بالکل فربہ، درمیانی جسامت، سفید لباس، لمبا کرتا، سر پر ٹوپی اس پر دوشملوں والی پگڑی، ہاتھ میں لمبا موٹا ڈنڈا، چلنے میں وقار مگر پھرتیلی چال، یہ تھے سید عبدالوہاب شاہ صاحبؒ۔ محبوبیت کا یہ عالم کہ چہرہ پر نظر پڑتے

ہی دل میں گھر کر جانے والے۔ مخلص رہنما، ہر دلعزیز عوامی خطیب، سید آل رسول، حسینی خون، غرض خوبیوں ونسبتوں سے مالا مال آپ کی شخصیت تھی۔ چند سال قبل پرانا حاصل پور ہائی سکول روڈ پر وسیع قطعہ اراضی حاصل کر کے دار العلوم حاصل پور کی بنیاد رکھی۔ جامع مسجد ومدرسہ کی تعمیر کا کام زوروں پر، خاصہ مکمل بھی کرلیا۔ متعدد بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ ان سے کئی ملاقاتیں رہیں۔ وہاں ان کی وابستگی وشیفتگی کا رنگ ہی اور ہوتا تھا۔ گرمی کی چھٹیوں میں تبلیغی جماعت کے ساتھ یا عمرہ کا معمول تھا۔ یہ سب معمولات جاری تھے کہ دنیا سے دل بھر گیا۔ آخری روز دجال کے فتنہ اس سے بچنے کی ادعیہ پر ساتھیوں کو مطلع کرتے رہے اور بار بار کہا کہ اب نبی پاک ﷺ کے پاس جانے کو دل کرتا ہے۔ تبلیغی سفر پر نکلے، پاکپتن دن کو وعظ کیا۔ شام کو بورے والا آرہے تھے کہ تیز رفتار بس کار پر چڑھ گئی۔ ڈرائیور اور خود موقع پر اور باقی دو ساتھی ہسپتال میں جاں بحق ہوگئے۔ اگلے دن مثالی جنازہ ہوا۔ وہ کیا گئے زمانہ کی رت ہی بدل گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

حضرت میاں سراج احمد دین پوری کو صدمہ

۱۳ رمئی بروز منگل بعد از نماز فجر پیر طریقت رہبر شریعت حضرت میاں سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ کی اہلیہ محترمہ اور حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف کی والدہ ماجدہ کا دین پور شریف میں انتقال ہوگیا۔ شام ۴ ربجے عیدگاہ دین پور شریف میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ بعد ازاں دین پور شریف کے قبرستان کے مخصوص احاطہ میں تدفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ میں سینکڑوں علماء کے علاوہ بے شمار مریدین ومتوسلین نے دور دراز کے مقامات سے شرکت فرمائی۔ اس قدر کثیر تعداد تھی کہ احاطہ عیدگاہ باوجود وسیع ہونے کے تنگ نظر آرہا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ کو جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

حافظ احسان الواحد کو صدمہ

گوجرانوالہ کی معروف دینی شخصیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن رکین جناب حافظ احسان الواحد کی والدہ محترمہ ۱۵ رمئی ۲۰۰۸ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں خوبیوں کا مرقعہ بنایا تھا۔ بہت ہی نیک، عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔ آپ کے جنازہ میں گوجرانوالہ کے تمام طبقات کے حلقہ احباب نے شرکت کی۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محترم حافظ احسان الواحد کے اس صدمہ میں برابر کی شریک غم ہے۔

کاروان ختم نبوت رواں دواں!

قسط نمبر:۳ رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی

مرزا قادیانی ملعون ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو فی النار والسقر ہوا۔ اس حوالہ سے قادیانی صد سالہ خلافت جشن منانے کے درپے ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے شرانگیز پروگرام کا نوٹس لیتے ہوئے ایک سو ختم نبوت

کانفرنسیں ملک بھر میں کرنے کا اعلان کیا۔ بحمدہ تعالیٰ ۵۵ کانفرنسوں کی رپورٹ گذشتہ شمارہ میں شائع ہوچکی ہے۔ مزید کانفرنسوں کی رپورٹ پیش خدمت ہے:

۵۶...... ۱۸/اپریل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد رضوان، حضرت مولانا محمد رمضان کی قیادت وسیادت میں جمعہ کو عظیم الشان اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ بلا مبالغہ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ قبل از جمعہ مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۵۷...... ۱۹/اپریل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور پورہ لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب نے صدارت فرمائی۔ مولانا قاری جمیل الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاری محمد اقبال، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے بیانات ہوئے۔ وسیع وعریض پنڈال انسانوں کے سمندر کا منظر پیش کر رہا تھا۔ متعدد قراء حضرات کی تلاوتوں اور شعراء کرام کی نعتوں سے رات گئے تک ایمان پرور نظارے رہے۔

۵۸...... ۱۹، ۲۰، ۲۱/اپریل کو سہ روزہ ردقادیانیت ریفریشر کورس حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت حافظ صغیر احمد دامت برکاتہم کی سربراہی میں جامع مسجد احسان المدارس میں منعقد ہوا۔ آخری الوداعی تقریب پر عوامی اجتماع سے مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ پیر طریقت حضرت حافظ صاحب دامت برکاتہم نے ایمان پرور، وجد آفریں دعائے خیر فرمائی۔

۵۹...... ۲۳/اپریل بعد از عشاء کو منڈی احمد آباد ضلع اوکاڑہ میں ختم نبوت کانفرنس جامعہ عثمانیہ میں منعقد ہوئی۔ مولانا قاری عبدالستار عثمانی، مولانا زبیر فہیم، مولانا سید محمد انور شاہ بخاری، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ ۲۳/اپریل کو عصر پر جامعہ فاطمۃ الزاہراء للبنات حجرہ شاہ مقیم۔ ۲۴/اپریل صبح کو جامعہ حنفیہ بصیر پور میں مولانا اللہ وسایا کے درس بھی ہوئے۔

۶۰...... ۲۵/اپریل کو علی پور ضلع مظفر گڑھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے راہنماء مولانا قاری منیر احمد کے جامعہ میں عظیم الشان ختم نبوت اجتماع منعقد ہوا۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالرشید غازی اور علاقہ بھر کی دینی شخصیات نے خطاب وشمولیت سے سرفراز کیا۔

۶۱...... ۲۹/اپریل جامعہ علی ابن علی قصور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ملکی وغیر ملکی قراء، نعت خواناں، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرزاق، جناب معصوم انصاری، مولانا قاری مشتاق احمد نے خطاب کیا۔

۶۲...... ۳۰/اپریل بعد از عشاء جامع مسجد بھڑی رحمٰن شاہ ضلع حافظ آباد میں عظیم الشان ختم نبوت سے مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا اللہ وسایا اور علاقہ کے جید اکابر علماء نے خطاب کیا۔

۶۳...... یکم مئی کو راولپنڈی گلشن آباد میں یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ کی جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی، حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن، حضرت مولانا ممتاز احمد کلیار، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

۶۴…… ۲؍مئی احمد پور سیال ضلع جھنگ میں قبل از جمعہ و بعد از جمعہ دو اجلاس ختم نبوت کانفرنس کے منعقد ہوئے۔ مولانا غلام حسین، مولانا اللہ وسایا، حضرت پیر طریقت مولانا عبدالقدوس ترمذی اور دیگر علماء کے بیانات ہوئے۔

۶۵…… ۶؍مئی بعد از عشاء میزان چوک بدین سندھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت یادگار اسلاف مولانا عبدالستار چاورڑا نے کی۔ مولانا محمد عبداللہ سندھی، مولانا محمد یعقوب مبلغ بدین، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد علی صدیقی کے بیانات ہوئے۔

۶۶…… ۷؍مئی بعد از عشاء کنری سندھ بخاری چوک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسداللہ حیدری، مولانا محمد ہارون معاویہ، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا سید عبداللہ مظہر شاہ، مولانا محمد اشفاق، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۶۷…… ۸؍مئی شادی ہال کے وسیع گراؤنڈ ٹنڈو اللہ یار سندھ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا پروفیسر مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد راشد محبوب، مولانا محمد مبین، مولانا قاری محمد کامران، مولانا خالد نثار، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۶۸…… ۹؍مئی جامع مسجد مرکزی خیر پور میرس میں جمعہ کے عظیم اجتماع سے ختم نبوت کے عنوان پر مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۶۹…… ۹؍مئی بعد از عشاء گمبٹ سندھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے یادگار اسلاف مولانا محمد میرک، مولانا قاری کامران، مولانا صاحبزادہ عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا نعمت اللہ، مولانا محمد رمضان پھلپوٹو، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد فیاض مدنی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا اللہ وسایا اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

۷۰…… گزشتہ دنوں کراچی کی سطح پر منعقد ہونے والی تحفظ ناموس رسالت کانفرنسز سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین جن میں جانشین حضرت لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فیاض احمد مدنی نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی اور شمع ختم نبوت کے پروانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحمیت کا درس دیا، اسلام اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کرنے والے ملکی اور غیر ملکی عناصر کو بے نقاب کیا۔

۱۰؍مئی کو پہلی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اسکاؤٹ کالونی میں بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں زینت القرأ مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کلام پاک کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا رب نواز حنفی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارا ایمان ہے، اس کے تحفظ کے لئے ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام تر توانائیاں بروئے کار لائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے فرمایا کہ قادیانی گستاخانِ رسول کا سب سے بڑا گروہ ہے، اس کا بائیکاٹ کر کے ہمیں غیرت کا ثبوت دینا چاہئے، آج ہم اپنے ایمانی جذبہ کے

تحت ڈنمارک، ناروے اور دیگر یورپین ممالک کے خلاف احتجاج کے لئے یہاں جمع ہیں اس سے بھی زیادہ اہم ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم مسیلمہ پنجاب کے جانشینوں کا تعاقب کریں۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں انہوں نے حاضرین کو فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کیا، اکابرین، علماء حق کے ایمان افروز واقعات سنا کران کے ایمان کو جلا بخشی۔ آخر میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے دعا فرمائی، اس طرح یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

۷...... ۱۱ رمئی بروز اتوار صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کا تربیتی کنونشن رکھا گیا جس میں الحمدللہ طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور اپنے ایمانی جذبہ اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا۔ طلباء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کراچی جماعت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں کفار ومشرکین کے خلاف جتنے معرکے ہوئے ان سب میں ۲۵۹ کے قریب صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا مگر ایک جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لڑی گئی جنگ میں بارہ سو صحابہؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے۔ اس سے کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف کس شدت کے ساتھ اقدام کی ضرورت ہے۔

طلباء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ اس دنیا میں ہر کام کی ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے، سلسلۂ نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اسلام اس کو حرف غلط کی طرح مٹادے گا، چنانچہ سیّدنا صدیق اکبرؓ نے اس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا اور اس فتنہ کو ختم کیا، آج بھی ضرورت ہے کہ نوجوان طبقہ جس کے ہاتھ میں اس ملک وملت کی باگ ڈور ہوگی وہ اپنی جوانی اپنے عظیم ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے صرف کردے، ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ تمام غیور مسلمان اپنے اسکول، کالج، یونیورسٹی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ضرور کام کریں گے۔

۷۲...... ۱۱ رمئی کو دوسری عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس بلدیہ ٹاؤن سعید آباد چاندنی چوک میں بروز اتوار بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جس کے لئے علاقہ بھر کے علمائے کرام نے بھرپور انداز میں تیاری کی اور پروگرام کا انعقاد کیا۔ الحمدللہ عوام وخواص کی ایک بہت بڑی تعداد نے پروگرام میں خوب دلجمعی کے ساتھ شرکت کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب مفتی فیض الحق نے ادا کئے جبکہ مولانا قاری حق نواز اور دوسری علماء کرام نے قراردادیں پیش کیں، تلاوتِ کلام پاک قاری احسان اللہ فاروقی نے کی حمد ونعت کے لئے حافظ محمد اشفاق تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز میں حمد باری تعالیٰ اور بارگاہ کونین میں ہدیۂ نعت پیش کیں۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمارا اجماعی عقیدہ ہے، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب کی

ذمہ داری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے بعد اگر کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی انکوائری کے لئے حکومت نے جسٹس منیر کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا تھا، جس میں جسٹس ایم آر کیانی بھی شامل تھے، یہ اس دور کی بات ہے جب قادیانیوں کے خلاف زبان کھولنا سیدھے جیل جانے کے مترادف تھا مگر قربان جائیں ہم اپنے اکابرین کے کہ انہوں نے جیل تو قبول کی، پابند سلاسل تو ہوئے، مگر کسی موقع پر پیٹھ نہیں دکھائی بلکہ دشمن کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اس کا مقابلہ کیا اور اپنی آنے والی نسل کو سبق دیا کہ سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے، سب سے دوستی ہوسکتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔

۵۳...... ۱۲ رمئی کو تیسری تحفظ ناموس رسالت کانفرنس گلستان جوہر جامع مسجد عثمان غنی میں منعقد ہوئی اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سعید احمد جلال پوری نے کہا کہ ایمان، اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک مسلمان کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کی قدردانی ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے، ہم اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے جتنا قریب کریں گے رحمتِ حق اتنا ہی ہمارے قریب ہوگی جو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ ادا کرے گا۔ دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوگا۔ کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ہمارے اکابر نے ایسے مربوط اور منظم انداز میں اپنے دشمن کے خلاف تحریک چلائی کہ اس کو پنپنے نہیں دیا، آج قادیانی بھی اپنے سفر پر غور کریں کہ وہ کہاں سے چلے تھے اور آج کس پوزیشن میں ہیں؟ اور ہم بھی ان کو بتاتے ہیں کہ ہم نے سفر کس حال میں شروع کیا تھا اور آج الحمدللہ! ہمارا یہ سفر ترقی کے منازل طے کررہا ہے اور ایسا ایک وقت آئے گا کہ انشاءاللہ! روئے زمین پر ایک بھی قادیانی تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گا۔

حضرت مولانا نے قادیانیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: قادیانیو! اب بھی وقت ہے: غور کرلو اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نجس ومتعفن دامن کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین وجمیل اور معطر دامن سے وابستہ ہوجاؤ اس میں تمہاری فلاح وکامیابی ہے۔

۵۴...... ۱۳ رمئی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چوتھی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس گلشن حدید فیرون جامع مسجد توحید میں منعقد ہوئی، اس عظیم اجتماع میں مقامی لوگوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی اور پروگرام کو نہایت دلجمعی اور توجہ سے سنا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جامع مسجد توحید کے خطیب سابق ممبر صوبائی اسمبلی مولانا احسان اللہ ہزاروی نے صدارت کی جبکہ مقامی علماء کرام نے دیگر تمام امور کی نگرانی کی۔ کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے اس بات پر زور دیا کہ آج دنیا میں ہر انسان کامیابی کا متلاشی ہے وہ چاہتا ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں میری اولاد کا مستقبل بن جائے، سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کامیابی کہاں کی؟ کامیابی کس راستہ پر ہے؟ دنیا کی سب نعمتیں مل جانا کیا یہ کامیابی ہے؟ دنیا کی فنا ہوجانے

والی راحتیں، آسائشیں ملنا یہ کامیابی کا مدار ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور احکامات کے ماننے میں ہے تمام دنیا مل جائے رب کی توحید پر ایمان نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور ختم نبوت پر ایمان نہیں تو یہ دنیا، مال، متاع، عزت، شہرت کسی کام کی نہیں، یہ آنکھ بند ہوتے ہی بے وفائی کر جائے گی اور انجام کار آپ اپنے ہاتھ ملتے ہوئے گناہوں کی دلدل ہی میں غرق خائب اور خاسر ہو جائیں گے لہٰذا اس وقت کو قیمتی بنائیں سب سے اہم اور قیمتی کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام ہے، اس میں شریک ہو جائیں، رب بھی راضی اور رب کا حبیب بھی راضی۔ پروگرام رات گئے تک جاری رہا، علاقہ بھر کے مسلمانوں اور محبین نے بہت خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔

۷۵...... ۱۴ر مئی کو کراچی میں پانچویں ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد فیصل گلشن اقبال میں منعقد ہوئی۔ جو عشاء کے بعد سے رات گئے تک جاری رہی۔ حضرت مخدوم القراء قاری احسان اللہ فاروقی کی تلاوت، مولانا اشفاق کی نظم اور مولانا اللہ وسایا کا خطاب ہوا۔

۷۶...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۱۵ر مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت صاحبزادہ مولانا غلام اللہ ہالیجوی نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ پرویز لیگ کی حکومت ۱۹۷۳ء کے آئین سے تحفظ ناموس رسالت کا قانون حذف کرانا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہی حذف کردیا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم موجودہ حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں پر نظر رکھیں۔ یہ قادیانیوں کو تخریب کار گروہ پاکستان اور اہل پاکستان کو مٹانے کے درپے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ اس کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔

کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ ڈکٹیٹر حکمرانوں نے اپنے ظلم کی انتہاء کرتے ہوئے لال مسجد میں معصوم بچوں کو بلڈوز کیا۔ پوری قوم اس پر خاموش رہی سوائے چند حضرات کے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پورا ملک مہنگائی، بدامنی اور لوٹ مار کی لپیٹ میں ہے۔ قاری خلیل احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن رحمت دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت مختصر وقت مخصوص علاقہ کے لئے ہوتی تھی۔ لیکن حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت تمام انسانوں، جن، پرند، درند، حجر، شجر حتیٰ کہ کائنات کے اندر جو بھی چیز ہے۔ آپ ﷺ سب کے نبی ہیں اور قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کانے کالے دجال کو ہم منصب نبوت پر فائز ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔

کانفرنس سے مولانا محمد اسعد تھانوی، مولانا بشیر احمد، مولانا پروفیسر ابو محمد، مولانا عبدالعزیز قریشی پیر شریف ودیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد حسین ناصر نے انجام دیئے۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے میں مولانا عبداللطیف اشرفی، حافظ محمد زمان، محمد مبین اور دوسرے ساتھیوں نے بھرپور محنت کی۔

۷۷...... ۱۶ر مئی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد طوبیٰ کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری جنرل مجاہد ملت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا انوار الحق حقانی، مولانا عبدالواحد، مولانا مفتی عبدالرزاق، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے خطاب کیا۔ علماء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہود ونصاریٰ کی ہر دور میں کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ کا رشتہ رسول اکرمﷺ سے منقطع کر دیا جائے۔ تقریباً ایک صدی قبل مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی مشن کے لئے کھڑا کیا گیا۔ لیکن علماء امت نے اس کے دجل وفریب کا پرچہ چاک کر کے اس کے کفر کو پوری دنیا میں ننگا کر دیا۔

۷۸...... ۱۷ر مئی کو کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف اللہ نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ استاد العلماء مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کے فتنے کے سدباب کے لئے کام کریں۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر ہمارے مسائل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے کہا کہ شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے مقدس خون کا صدقہ ہے کہ قادیانی ارتداد کے خلاف پوری دنیا میں کام پھیل رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا شجرہ نسب یہودیت سے ملتا ہے اور قادیانی جماعت کے اسرائیلی حکام سے خطرناک حد تک خفیہ مراسم ہیں۔ قادیانی ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہے۔ انہوں نے کہا کہ تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی بستی، محلے، بازار اور شہر میں کوئی مسلمان قادیانی ہوا یا ارتداد کا شکار ہوا تو اس بستی کے علماء پر ذمہ داری عائد ہوگی اور گناہگار ہوں گے۔ روز محشر ان کی پکڑ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ صدر پرویز مشرف کے دور میں قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

سابق رکن قومی اسمبلی شیخ الحدیث مولانا نور محمد نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے علماء دیوبند نے تاریخی کردار ادا کیا۔ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف آواز بلند کی اور جھنڈا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو دیا اور حضرت کشمیریؒ کے شاگرد علامہ سید محمد یوسفؒ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک کی قیادت کی اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء جامع مسجد بندر روڈ سکھر کے خطیب مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان سے مسلسل انحراف کر رہے ہیں اور وہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے مسلمانوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ سیاسی قوتوں کو قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمی نصاب سے غیر اسلامی مواد خارج کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کو نصاب میں شامل کیا جائے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی نے کہا کہ ختم نبوت دین کی اساس ہے اور امت کی بقاء ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں تبلیغی جماعت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت واحد دینی تحریک ہے جو ملکی سیاست اور منافشات سے بالاتر ہوکر اقامت دین اور مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کر رہی ہے۔

مجلس کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی چناب نگر میں دن رات امتناع قادیانیت ایکٹ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور چناب نگر کے اردگرد مہنگے داموں وسیع رقبے خرید کر خالص اسرائیلی کی طرز پر اپنی ریاست قائم کرنے کی طرح منصوبہ بندی پر عمل کر رہے ہیں۔ مجلس ملک وملت کے خلاف قادیانی سازشوں کو ناکام بنادے گی اور اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو اپنی اسلامی وآئینی حیثیت تسلیم کر لینی چاہیے۔ ورنہ محاذ آرائی کی موجودہ کیفیت ختم نہیں ہوسکتی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی برطانوی حکومت کا خودکاشتہ پودا ہے۔ انگریزوں نے اس کی آبیاری کی ہے۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ لیکن آج دنیا میں جہاد کا احیاء ہوا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی صد سالہ جشن منا رہے ہیں۔ لیکن دنیا میں آج تک اپنی حکومت قائم نہیں کر سکے۔ ناکام ونامراد ہوتے ہیں۔ آئندہ چند سالوں میں قادیانی دنیا میں نیست ونابود ہوجائیں گے۔

شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے خطاب کرتے ہوئے کانفرنس کو کامیاب بنانے پر علماء کرام اور بالخصوص مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے لئے جانی ومالی اور وقت کی قربانی دینا عین عبادت ہے۔ صوبائی مبلغ مولانا محمد یوسف نقشبندی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد امت کی داعی ہے اور ہم آئندہ بھی تمام مسلمانوں کو متحد کر کے قادیانیوں کے خلاف تحریک چلائیں گے۔ مختلف قراردادیں منظور کی گئیں۔ جس میں قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ قراردادیں مولانا قاری عبداللہ منیر نے پڑھی جو مندرجہ ذیل ہیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام ۱۷،۱۸؍مئی کو ہونے والی دوروزہ تحفظ ختم ناموس رسالت ﷺ کانفرنس کے اختتام پر منظور کی جانے والی قراردادیں:

قرارداد نمبر:۱...... توہین آمیز گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈنمارک، ہالینڈ اور گستاخ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور مذکورہ بالا ممالک کے سفراء کو ملک بدر کیا جائے۔ ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

قرارداد نمبر:۲...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو رہا کیا جائے اور قادیانیوں کی طرف سے ان کی کردارکشی پر پابندی لگائی جائے۔ قادیانیوں کے آرگن ہفتہ روزہ لاہور نے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف لغو اور بیہودہ الزام لگائے ہیں۔ اس پر حکومت کارروائی کرے۔

قرارداد نمبر:۳...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کر کے قادیانیوں کے خلاف قانون سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور ملک میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

قرارداد نمبر:۴...... یہ اجتماع یورپی ممالک کی پاکستان کے اندرونی معاملات کی مداخلت کی مذمت کرتا ہے۔ یورپی یونین کے مبصرین کی پاکستان میں اٹھارہ فروری کو ہونے والے انتخابات کے حوالے سے رپورٹ

میں قادیانی ووٹروں کے لئے الگ فہرست اور ختم نبوت کے حلف کی شرط ختم کرنے کے مطالبے کو پاکستان کے اندرونی و مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے مذہب کرتا ہے۔ یورپی یونین کا یہ تبصرہ یکطرفہ اور غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ بیرونی اداروں کو پاکستان کے اندرونی مذہبی معاملات میں مداخلت بند کر دینی چاہئے۔

قرارداد نمبر:۵...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی بڑی اقلیتوں ہندوؤں اور عیسائیوں کی خواہش اور مطالبہ کے مطابق جداگانہ طریقہ انتخاب رائج کیا جائے۔ حکومت نے قادیانیوں کی خوشنودی کے لئے مخلوط طریقہ انتخاب رائج کیا ہے۔ اس کو ختم کیا جائے اور جداگانہ طریقہ انتخاب بحال کیا جائے۔

قرارداد نمبر:۶...... برطانوی دفتر خارجہ کی اس رپورٹ کو مسترد کرتا جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو شہری حقائق حاصل نہیں ہیں قرار دیا گیا ہے کہ برطانوی وزارت خارجہ کی رپورٹ بے بنیاد اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کو تمام شہری حقوق حاصل ہیں۔ وہ اپنی آبادی چار لاکھ ہوتے ہوئے اکثریت کے مقابلے میں زیادہ حقوق حاصل کر رہی ہیں۔ گریڈ ۱۷ سے گریڈ ۲۲ تک سترہ سو افسر اعلیٰ اور کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ ملک میں ۱۱ خود مختار اداروں کے سربراہ قادیانی ہیں۔ فوج میں بھی اہم عہدوں پر براجمان ہیں۔ الٹا قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا ٹائٹل دے کر مسلمانوں کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کا انفرادی و اجتماعی رویہ آئین اور قانون سے بغاوت ہے۔ وہ آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے۔ مردم شماری میں حصہ نہیں لیتے۔ انتخابی فہرستوں میں اپنا نام درج نہیں کراتے۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے حصول کے وقت کا اظہار نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ قادیانی غیر مسلم کہلوانے سے شرماتے ہیں۔

قرارداد نمبر:۷...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مئی کے آخری عشرے میں چناب نگر ربوہ میں قادیانیوں کے نام و نہاد صد سالہ جشن پر پابندی عائد کی جائے۔

۷۹...... ۱۸ رمئی کو جامع مسجد لورالائی میں ضلعی ختم نبوت کانفرنس سے مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد یوسف نقشبندی، مولانا ممتاز احمد شجاع آبادی، خطیب جامع مسجد لورالائی و دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

۸۰...... ۱۹ رمئی جامع مسجد فورٹ سنڈیمین میں ایک روزہ کانفرنس سے مندرجہ بالا مقررین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے انتظامات حاجی محمد عمر، حاجی محمد اکبر خان اور ان کے رفقاء نے انجام دیئے۔ کانفرنس کی صدارت استاذ العلماء مولانا اللہ داد کاکڑ نے فرمائی۔ (باقی آئندہ)

پروفیسر محمد الیاس برنی!

قسط نمبر:1 ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

محمد الیاس برنی صاحب بہت محنتی، حوصلہ مند، ذہین و زیرک انسان تھے۔ انہوں نے جس میدان میں قدم رکھا اسے سر کر کے چھوڑا۔ انہوں نے معاشیات پڑھی اور تمام عمر پڑھایا۔ جو لکھا ارباب فن نے اس کی داد دی۔ اردو

ادب کی خدمت کی۔ اسلام پر بھی لکھا، جو لکھا بار بار چھپا اور ہاتھوں ہاتھ نکلا۔ ان کا اصل میدان روحانیات اور تصوف تھا۔ دین سے ان کا رشتہ پختہ تھا۔ فاروقی ہونے کے ناطے ان کی اسلامی غیرت، اخلاص اور دردمندی للّٰہیت وخلوص ہر شعبہ زندگی میں نمایاں وتاباں ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے سلسلہ میں ان سے جو کام لیا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ علمی وعملی اعتبار سے اس فتنہ کی سرکوبی میں سب ہی شریک رہے ہیں۔

الیاس برنی نے قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔ میرے بھائی محقق عصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کے بقول برنی صاحب نے قادیانی مذہب میں قادیانی کی تضاد بیانیوں کو یکجا کر کے ہر شخص کی نظر میں اسے پکا جھوٹا نبی ثابت کردکھایا ہے۔ جس کا جواب کسی قادیانی کے پاس نہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ان کی ماں کی دعاء کا ثمرہ ہے کہ ایسا عظیم کام ان سے لیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس گروہ میں بلند مقام عطاء کیا۔ جس نے ارتداد کے خلاف جان کی بازی لگائی تھی اور وہ شہرت انہیں نصیب فرمائی جو انہیں کسی تصنیف سے نہ ہوسکی۔ اس دنیا میں انسان کی اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اسے اس جماعت میں شرکت نصیب ہوجائے۔ جس کی سربراہی امت میں افضل بشر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہے۔

محمد الیاس برنی نے اپنی اور اپنے دوستوں کی سرگذشت ''صراط الحمید'' جلد اوّل ودوم اور ''برنی نامہ'' میں جس انوکھے اور دلچسپ انداز میں پیش کی ہے۔ وہ سبق آموز اور بہت دلچسپ ہے۔ اردو زبان میں ان کی علمی اور ادبی خدمات گوناگوں ہیں۔ ان کی مطبوعہ تصنیفات وتالیفات اور تراجم کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ بعض تصنیفات اپنا جواب آپ ہیں۔ پاکستان میں کراچی اور لاہور کے مشہور کتب خانے، کراچی یونیورسٹی لائبریری، لیاقت میموریل لائبریری، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری میں دو چار کتابوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ انجمن ترقی اردو میں دس پندرہ کتابیں مل جاتی ہیں۔ اردو ادب کے شائقین اور محققین کے ذاتی کتب خانوں میں ممکن ہے ان کی کچھ زیادہ کتابیں محفوظ ہوں۔ لیکن ان تک رسائی اور تعاون دونوں آسان کام نہیں۔ بہرحال جہاں سے جو مل سکا فائدہ اٹھایا اور یہ مختصر مقالہ ترتیب دیا ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ کسی محقق نے ہندوستان اور پاکستان کی جامعات میں برنی صاحب کو پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے موضوع بنایا ہو۔ ان پر کئی حیثیت سے ڈاکٹریٹ کی جاسکتی ہے۔

نام ونسب

محمد الیاس نام، سلاح الدین لقب اور برنی تخلص تھا۔ (سنسکرت میں پہاڑی قلعہ کو ڈرن کہتے ہیں۔ برن کیا تھا؟ ایک بلند اور وسیع ٹیلے پر قلعہ تھا۔ اس کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ یہ قدیم سے ایک ہندو راج دھانی تھی۔ شاید دہلی سے قریب ہونے کے سبب اس کو جنگ میں کوئی خاص اہمیت حاصل ہو۔ جب کہ یہاں راجہ ڈور حکمران تھا۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری علیہ الرحمہ نے اس کو ۵۸۶ھ میں فتح کیا تھا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ''صراط الحمید'' یعنی سفر نامہ عراق، شام، فلسطین، حجاز (مطبع برقی اعظم جاہی، حیدرآباد دکن ۱۳۵۸ھ ج۱ ص۳۱۶،۳۱۸) (قصہ چہار درویش) تاریخی اعتبار سے برن اور عرف عام میں بلند شہر کہلاتا ہے۔ یہ ضلع ہے جو موصوف کا جدی وطن ہے اور خورجہ اس کی تحصیل ہے۔ یہ ان کا ننھیال ہے) باپ کا نام محمد ابراہیم تھا۔ موصوف کا سلسلۂ نسب حضرت عمر

فاروقؓ تک پہنچتا ہے اور اس نسبت سے کبھی فاروقی لکھتے ہیں۔ رسمی تعلیم کے لحاظ سے مولوی نہ تھے۔ لیکن مولوی عبدالحق کی طرح مولوی محمد الیاس بھی کتاب پر لکھا جاتا تھا۔

ولادت

۲۸؍شعبان ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۹؍اپریل ۱۸۹۰ء یوم شنبہ بوقت ۹ ربجے شب اپنے ننھیال خورجہ میں پیدا ہوئے۔ (برنی نامہ حیدر آباد دکن، مطبع ابراہیمیہ ص۲، ۱۹۵۷ء)

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں پائی۔ چنانچہ برنی صاحب کا خود بیان ہے۔ ’’قرآن شریف گھر میں پڑھا، فارسی وحساب، انگریزی وغیرہ والد صاحب سے اس وقت پڑھی تھی جب وہ چند سال کے واسطے حیدر آباد سے تشریف لاکر مکان پر مقیم رہے تھے۔ اس وقت فارسی پر توجہ زیادہ رہی۔ عربی کو اتنا موقع نہ مل سکا جتنا ملنا چاہئے تھا۔ تاہم قرآن کریم کی برکت سے عربی سے خاصا ربط ہوگیا۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ ص۳۳۱) ’’باپ حیدر آباد میں وکیل تھے، تعطیلات میں کبھی بلند شہر آتے۔ اس لئے ان کی تربیت ماں کی آغوش میں ہوئی۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ ص۳۶۰)

’’وہ بہت دولت مند باپ کی اکلوتی بیٹھی تھیں۔ ساری دولت وجائیداد وغیرہ کی تنہا وارث تھیں۔ اللہ کا دیا گھر میں سب کچھ تھا۔ لیکن ان کی طبیعت کا رنگ ڈھنگ ہی کچھ اور تھا۔ باوجودیکہ کپڑے اچھے سے اچھے موجود ہوتے تھے۔ لیکن سادہ لباس پہنتی تھیں اور موٹا جھوٹا بھی کھاتی تھیں اور بچوں کو بھی اسی طرح رکھتی تھیں۔ دکھ درد میں غریبوں کے کام آتیں، دامے درمے سخنے قدمے ان کی مدد کرتی تھیں۔ اچھا کھانا دوسروں کو کھلاتیں خود جو کی روٹی اور چٹنی پر گذارا کرتی تھیں۔ چکی پیسنے سے انہیں عار نہ تھا۔ بیٹیوں کو چکی پیسنے کی نصیحت کرتی تھیں۔ چاہتی تھیں کہ بچے عیش پسند نہ بنیں۔ کھاتے وقت غریبوں کا خیال آتا تو آب دیدہ ہوجاتی تھیں۔ بہت نرم دل ومسکین طبع تھیں۔ بچوں کی غلطی پر سزا یہ تھی کہ انہیں اپنے ساتھ نہیں کھلاتی تھیں۔ پاس نہیں بٹھاتی تھیں۔ عزیزوں میں ساتھ نہیں لے جاتی تھیں۔ یہ ایسی سزا تھی کہ وہ رونے آجاتے تھے۔ غیر کی ڈانٹ ڈپٹ کو اچھا نہیں سمجھتی تھیں۔ کہتی تھیں اس سے بچوں کی غیرت نکل جاتی ہے۔ نماز، روزے کی پابند تھیں۔ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت تھیں۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ ص۳۱۸، ۳۲۱)

ابتدائی وثانوی تعلیم

لڑکپن میں والدہ صاحبہ کے زیر اثر تربیت پائی۔ ’’ان کا بیان ہے کہ میٹرک پاس کئے تک ہم ان کی خدمت میں رہے۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ ص۳۳۲)

والد صاحب حیدر آباد چھوڑ کر چند سال کے لئے چھٹی پر بلند شہر رہے تو یہاں اپنے لڑکوں کو پڑھاتے، حافظ محمد اسماعیل اور محمد اسحاق کو وکالت کے امتحانات کی تیاری کراتے تھے۔ برنی صاحب نے قرآن، فارسی، حساب، انگریزی وغیرہ گھر پر انہی سے پڑھی۔ پھر مڈل کی جماعت میں خورجہ کے ہائی اسکول میں جو سیٹھ لالہ مٹھی مل نے قائم کیا تھا داخل کئے گئے۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۳۲) برنی صاحب کا بیان ہے۔ ’’ابھی میٹرک سال اوّل میں تھے

کہ انسپکٹر سید مہدی حسین بلگرامی تشریف لائے۔ نویں جماعت کی انگریزی کا امتحان لیا۔ ہماری باری آئی تو ہم بڑھ چڑھ کر بولے۔ ہماری جسارت پر وہ چونکے میٹرک کا طالب علم انگریزی لٹریچر میں دم مارتا ہے۔ اللہ کے فضل سے بات رہ گئی۔ انسپکٹر صاحب نے رپورٹ اچھی لکھی۔ اسکول کا نام روشن ہوا۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۲)

خانگی تربیت کے سوا خدا کا فضل تھا کہ شروع سے انہیں اچھی صحبتیں ملیں۔ جب سے ان کا دینی مزاج بن گیا۔ خورجہ ہائی اسکول سے ۱۹۰۸ء میں میٹرک کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا اور سرکار سے انعامی وظیفہ ملا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے انعامی وظیفوں کا سلسلہ ایم اے تک برقرار رہا۔ ۱۸۹۰ء سے اس وقت تک زندگی کا پہلا دور خورجہ بلند شہر میں گذرا۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۴۲)

علی گڑھ کالج میں داخلہ

۱۹۰۸ء میں علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا۔ یہاں کا ماحول ہی کچھ اور تھا۔ برنی صاحب لکھتے ہیں۔

''جب ہم علی گڑھ پہنچے تو لڑکوں نے ہماری وضع قطع خیالات واعتقادات سے اندازہ لگایا کہ ایک مذہبی دیوانہ آگیا۔ خوب لطف رہے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل اس نے عزت ووقار کے ساتھ ہوشیاروں کے ساتھ بسر کرادی۔ طالب علمی کے دائرہ میں انعام تمغے اعزاتی عہدے سب کچھ دلائے۔ کالج یونین کی صدارت عطاء کی۔ میسور مشرقی بنگال پہنچے۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۲)

جنگ طرابلس کے لئے چندہ

جنگ طرابلس وبلقان کے موقع پر اپنی ضروریات مختصر کی جو ہوسکا خود نکالا اور چندہ کر کے پچاس ہزار کی امداد ترکی پہنچائی۔ الزام لگایا گیا نگرانی رہی حساب میں ایک پائی کا فرق نہ آیا۔

بی اے میں کامیابی کا ثمرہ

۱۹۱۲ء میں بی۔اے میں برنی کی کامیابی سب سے اعلیٰ رہی جس کی پوزیشن صوبہ میں ایسی ہوتی تھی۔ ڈپٹی کلکٹری اس کے قدم چوما کرتی تھی۔ چنانچہ بلادرخواست ایسے طالب علم کو ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر تقرر کیا جاتا تھا۔ انہیں بھی اس کا مستحق قرار دیا گیا۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۴۵،۳۴۶)

علی گڑھ میں جو بزرگ خدارسیدہ استاد ملے۔ ان سے ان کا تعلق قائم رہا اور یہ ان کی توجہات کا مرکز بنے رہے۔ ان میں مولانا خلیل احمد تھے۔ جن کے متعلق وہ لکھتے ہیں'' حضرت کی صحبت میں اسلام کی رفعت کا کچھ اندازہ ہوتا تھا۔ یوں تو طلبہ کے ساتھ اخلاق عام تھا۔ لیکن ہم پر عنایت ومحبت اس درجہ بڑھی کہ ملے بغیر چین نہیں۔ گفتگو کی وہ نوبت کہ تخلیہ لابد، کالج میں پروفیسر بنے رہے۔ دینیات اور عربی ادب پڑھاتے رہے۔ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ مگر کالج کا رنگ کچھ سے کچھ ہوگیا۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۳)

برنی نے بی۔اے پر بس نہیں کیا۔ نہ ڈپٹی کلکٹری کی طرف دیکھا، شملہ سے پرنسپل مسٹر ٹول جوان کے استاد بھی تھے اور ان کی طبیعت سے واقف تھے۔ ان کا خط آیا۔ اس میں لکھا:'' مجھے کسی صورت پر اصرار نہیں چاہو ملازمت

کرو چاہو تعلیم جاری رکھو۔‘‘ استاد کا اشارہ ظاہر تھا کہ تعلیم بہتر ہے۔ برنی صاحب کی خواہش بھی یہی تھی۔ مگر والدین کی رضامندی درکار تھی۔ وہاں حوصلہ کی کمی نہ تھی۔ انہوں نے بھی اجازت دے دی۔ برنی صاحب کے ملازمت نہ کرنے کے عذر کی خبر جب میگزین میں چھپی تو اقرباء و احباب نے شور مچایا۔ یہ کفران نعمت ہے۔ کوتاہ اندیشی اور غرور ہے۔ لیکن ہم خوش والدین خوش تو اللہ خوش۔‘‘ (صراط الحمید ص ۳۴۶) علی گڑھ میں ایم۔اے معاشیات میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی ایل ایل بی بھی کرتے تھے۔

سوسائٹی کی عمارت میں قیام اور ایک بزرگ سے ملاقات اور دوستی

اب کالج کا بورڈنگ چھوڑ کر وہ سوسائٹی کی عمارت میں آ گئے۔ یہ گویا گریجویشنوں کا بورڈنگ تھا۔ یہاں قریب ہی بنگلہ میں عبداللہ نام کے ایک بزرگ رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ تعلق بڑھا۔ برنی صاحب ان کے متعلق فرماتے ہیں۔ ’’یہ سن رسیدہ بزرگ مردانہ حسن کا نمونہ تھے۔ ان کا تکیہ کلام جل جلالہ تھا۔‘‘ جرمن، فرانسیسی، انگریزی، عربی، فارسی، اردو کئی زبانوں میں عبور تھا۔ قوم کے جرمن تھے۔ جنات سے بھی ربط تھا۔ باپ ان کے ہندوستان میں ڈاک خانہ جات انسپکٹر جنرل رہ چکے تھے۔ یہ بغداد میں مسلمان ہوئے اور علی گڑھ میں انتقال ہوا۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں ان کا خوب فیضان تھا۔ بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ دوستی بڑھی بے تکلفی بڑھی، برنی صاحب کہتے ہیں۔

’’حضرت نے انتہائی محبت سے چاہا کہ خاص خاص شغل مفیدہ سہولت سے طے کرا کر بعض نادر کمالات سے سرفراز فرمائیں۔ لیکن اپنا ذوق بے کمال کی اکتساب پر طبیعت آمادہ نہیں ہوئی۔ اگر بے کمالی تحقیق ہو جائے یہی انسان کا سب سے بڑا کمال ہے۔ حضرت اصلی منشاء پا گئے۔ اس کو عالی ہمتی قرار دے کر بہت داد دی سینہ سے لگایا کہ اب کسی کمال کے حصول کی ضرورت نہیں۔ ہزار کمالات ہوں، عبدیت ہی اصل اور انتہائی مقام ہے۔ اس میں خوف وگزند نہیں حفاظت یقینی ہے۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ ص ۳۲۳،۳۲۴)

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے اعزازی پرنسپل اسسٹنٹ

تعلیم کا آخری زمانہ تھا۔ اس زمانے میں مسلم یونیورسٹی کے قیام کا کام چل رہا تھا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے معتمد تھے۔ برنی اعزازی پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب دل کھول کر کھلاتے اور کس کر کام لیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب طلبہ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور خود بہت ہردل عزیز تھے۔ سر راس مسعود بھی یہاں آتے تھے۔ اسی زمانے میں ان سے بھی دوستی ہوئی۔ (صراط الحمید ج۱ ص ۳۳۳)

اسی طرح برنی صاحب نواب وقار الملک بہادر المتوفی ۱۹۱۷ء کے بھی اعزازی مددگار رہے۔ یہاں خورد و نوش کہاں مگر صحبت ایسی نعمت تھی۔ جس کا کوئی بدل نہ تھا۔ شام کو جب فرصت ہوئی تو راس مسعود تشریف لاتے۔ ڈاکٹر صاحب سے بہت تعلق تھا۔ روزانہ یہی معمول تھا۔ (صراط الحمید ج۲ ص ۲۰۰)

علی گڑھ میں سر آدم جی پیر بھائی کے پوتوں کی اعزازی اتالیقی

سر آدم جی پیر بھائی وہ شخص تھے۔ جنہوں نے یک مشت لاکھ روپیہ نقد دیا تھا۔ جس سے علی گڑھ کالج میں

سائنس کا شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ سر آدم جی نے جب اپنے پوتوں، حسن علی، محبت علی، اشرف علی کو اسکول میں داخل کیا۔ انہیں ان کی اخلاقی تربیت کا بہت خیال تھا۔ نواب وقار الملک نے بہت غور وخوض کے بعد برنی صاحب کے سپرد کیا۔ موصوف نے اتالیقی کی خدمت بعض اختیارات وشرائط کے ساتھ قبول کی۔ چونکہ اقتداء برتنا ضروری تھا۔ اس لئے معاوضہ قبول کرنے سے معذرت کی اعزازی حیثیت سے یہ ذمہ داری قبول کی۔ ان سے تعلقات بھی قائم رہے۔

یوں برنی صاحب کی رئس مسعود المتوفی ۱۹۳۷ء سے دوستی ہوگئی اور تعلقات میں اتنی ترقی ہوئی کہ جب رئس مسعود کی علی گڑھ میں شادی ہونے لگی تو ان کے قدیم دوست بہت تھے۔ لیکن انہوں نے اس موقع پر برنی صاحب کو سینہ سے لگایا اور کہا تم میرے حقیقی بھائی کے برابر ہو۔ شادی کا اہتمام تم اپنے ذمہ لے لو تو مجھے اطمینان اور خوشی ہو، چنانچہ لینا دینا، نقدی، نیوتہ، بری، جہیز۔ کل اہتمام ان کے ہاتھ میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن انجام سے سرخرو فرمایا۔ اس شادی کی مصروفیت میں ایک ہفتہ ایسا گذرا کہ نہ دن کی خبر، نہ رات کا ہوش۔ مگر خوشی کا جوش تھا نہ گرانی نہ تھکان۔ جب موقع ملا کھا لیا۔ جب موقع ملا سو لئے۔ ہر دم تازہ دم، عجیب تقریب تھی۔ اس کے بعد ان سے دوستی ومحبت اور پختہ ہوگئی۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۴۴)

شہسواری

کالج میں ہمیشہ سے کھیلوں کا معیار بلند رہا۔ باقاعدہ ٹیم میں جگہ نہ پا سکے۔ کپتان وغیرہ تعلق میں اچھے تھے۔ اپنی ٹیم بنا کر کھیلتے تھے۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۴۴) گھوڑے سواری کا اسکول تھا جس میں بارہ گھوڑے تھے۔ یہ سبکھی گرے پڑے بعض موقع پر جان پر بھی بنی۔ اللہ کا فضل رہا حادثہ سے محفوظ رہے۔ اس کی امتحانی دے کر سند بھی لی اور والد کی ہدایت پر عمل کیا کہ بغیر وضو گھوڑے پر سوار نہ ہوا اور سواری کے وقت آیت شریفہ پڑھی۔ والد یہ دونوں باتیں مسنون بتاتے تھے۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۴۴) کالج میں تیراکی سیکھنے کے لئے حوض نہیں بنایا گیا تھا اس لئے یہاں نہ سیکھ سکے۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۴۵)

قادیانیوں سے معرکہ آرائی

قادیانیوں سے معرکہ آرائی قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ اور ''قادیانی قول وفعل'' میں ملاحظہ فرمایئے جو ہندوپاک میں ہر جگہ دستیاب ہے۔

بی۔اے کو معاشیات پڑھانے پر تقرر

ایم۔اے میں داخلہ ہو جانے کے بعد علی گڑھ کالج میں بی۔اے کی کلاس کو معاشیات پڑھانے پر ان کا تقرر عمل میں آیا اور چار برس تک علی گڑھ کالج میں پڑھایا۔ نتائج بہت اچھے رہے اور طلبہ بھی خوش رہے۔ بجٹ میں گنجائش نہ تھی۔ ڈائننگ ہال کی بچت سے سو روپے ماہوار الاؤنس دیا جاتا تھا۔ تین مہینے کی چھٹی میں یہ بند رہتا تھا۔ اس حساب سے اوسط پچھتر روپیہ ماہوار ہوتا تھا۔ برنی صاحب کہتے ہیں کہ ہم مگن تھے کہ بی۔اے کی تعلیم کا موقع

ملا۔(صراط الحمید ج اص ۳۳۲) یہ ایسا زمانہ تھا کہ ہندوستانی پروفیسروں کو بھی بی۔اے کلاس نہیں ملتی تھی۔اس لحاظ سے بھی یہ ایک اعزاز تھا۔

برنی صاحب نے بی۔اے کو معاشیات پڑھانے کے زمانے میں ولایت میں مزید تعلیم کی غرض سے وظیفہ کے لئے حیدرآباد میں کوشش کی۔ چنانچہ سید مہدی حسن بلگرامی سے ملے۔انہوں نے اسکول میں معائینہ کے موقع پر جو امتحان لیا تھا۔یاد دلایا پھر کیا تھا وہ مدد کے لئے تیار ہوگئے اور اسکالرشپ کمیٹی کے ارکان کے پاس انہیں لے گئے۔وہ مہربانی سے پیش آئے۔لیکن بات فینانس کے صدر المہام مسٹر گلانسی پر ٹھہری۔موصوف سے پہلی ملاقات ہی میں معاشی مسائل پر طویل بحث چلی وہ اتنا خوش ہوئے کہ اسی نشست میں خلاف معمول وظیفہ کا وعدہ فرمایا، وظائف میں گنجائش نہ تھی۔ایک خاص وظیفہ منظور کرا کر وعدہ پورا کیا۔ (صراط الحمید ج اص ۳۳۳،۳۳۹)

اور کیمبرج میں داخلہ کا انتظام ہوگیا۔روانگی میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا کہ یورپ میں جنگ چھڑ گئی اور جانا ملتوی ہوگیا۔لیکن دس برس ۱۹۲۴ء تک یہ وظیفہ برنی صاحب کے نام پر باقی رہا اور جب انہوں نے ولایت جانے سے معذرت کردی تو وہ منسوخ ہوگیا۔ (برنی نامہ ص ۲)

اسی طرح برنی صاحب کی زندگی کا دوسرا دور ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۷ء علی گڑھ میں گذرا۔

(صراط الحمید ج اص ۳۴۷،۳۴۸)

ماں کی دعاء کا ثمرہ اور انتقال

برنی صاحب نے اپنی والدہ کے سنہ انتقال کی تصریح سفرنامے میں کہیں نہیں کی۔تاہم وہ ۱۹۱۴ء تک بقید حیات تھیں اور برنی صاحب کا جو وظیفہ سرکار حیدرآباد سے منظور ہوا تھا۔اس کے لئے وہاں اس عرصہ میں بارہا سرکار کی طرف سے بار بار تقاضا ہوتا رہتا تھا۔ان کی والدہ نے بھی کئی مرتبہ انہیں تنہائی میں سمجھایا کہ اپنی ترقی کا یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔میں بخوشی تم کو سفر کی اجازت دیتی ہوں۔لیکن برنی صاحب کو ان کی ضعیفی اور پیری میں اپنی جدائی کا صدمہ انہیں دینا گوارا نہیں تھا۔چنانچہ ان سے دریافت کیا کہ جدائی میں آپ کا کیا حال ہوگا۔ماں نے کہا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔دل پر کس کو قابو ہے۔تاہم جب میں خوشی سے اجازت دے رہی ہوں تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔برنی صاحب نے کہا ہم بھی تو دل سے مجبور ہیں۔اس قیمت پر ہم کو ترقی مطلوب نہیں۔صبح کا سہانا وقت تھا۔یہ فقرہ سن کر والدہ کا دل بھر آیا۔دوپٹہ کا پہلو پھیلا کر رقت سے برنی صاحب کے حق میں دعاء کی وہ کارگر ہوئی اور برنی صاحب کو بڑی عزت وترقی ملی۔ان کے والد بھی ان کی اس استقامت پر بہت خوش ہوئے اور برنی صاحب کو تصنیف وتالیف کا چسکا لگ گیا۔ملازمت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔دنیا نے گھیر لیا۔

اس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلاد اسلامیہ کے سفر سے پہلے وہ اللہ کو پیاری ہوگئی تھیں۔انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے برنی صاحب فرماتے ہیں۔

’’صرف دو تین روز علالت رہی ایک دن علی الصباح جب آسمان صاف تھا۔یٰسین شریف سنتے سنتے فرمانے

لگیں کیسے بادل آتے ہیں۔ کیسی خوش رنگ گھٹائیں ہیں۔ کیسی ٹھنڈی ہوا ہے کیا سہانا وقت ہے۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا۔ الحمدللہ برزخ کھلا تو رحمت کی گھٹائیں نظر آئیں۔ منزل قریب معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ادھر ادھر دیکھا جیسے کوئی نئی جگہ غور سے دیکھتا ہے۔ کلمہ پڑھا تو منکا ڈھل گیا اور جنت کو سدھاریں۔" (صراط الحمید ج۱ ص۳۰۱، ص۳۲۱)

جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ سے وابستگی

۱۹۱۷ء میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں دارالترجمہ کا قیام عمل میں آیا تو اچانک ان کے مخلص دوست سرراس مسعود نے جو جامعہ عثمانیہ میں ناظم تعلیمات تھے کالج کے پرنسپل اور برنی صاحب دونوں کو تار اور خط بھیجا کہ برنی کو چھوڑ و، وہ یہاں آئیں۔ حیدرآباد میں باپ، بھائی سب برسرکار تھے۔ کام بھی اردو کا تھا۔ پرنسپل نے روکنا چاہا۔ لیکن دس دن میں اجازت مل گئی اور ۱۱ر ستمبر ۱۹۱۷ء کو برنی صاحب حیدرآباد آگئے۔ دارالترجمہ میں معاشیات میں ترجمہ کا کام سپرد ہوا اور مختلف عہدوں پر کام کیا۔

دوسال بعد جامعہ عثمانیہ میں کالج کھل گیا تو معاشیات کا شعبہ ان کے سپرد ہوا اور ترجمہ وتصنیف کا کام بھی ہوتا رہا۔ (صراط الحمید ج۱ ص۳۴۹، ۳۵۰) اس طرح معیشت الہند اور علم المعیشت اور کئی کتابیں تالیف ہوگئیں جو دارالترجمہ سے شائع ہوئیں۔ تقریباً ۱۶ سال جامعہ عثمانیہ میں صدر شعبہ معاشیات کی حیثیت سے تعلیم دی۔ ضمناً کالج میں سال دو سال وقتی طور پر معاشیات کے پروفیسر بھی رہے۔ اور پانچ سال تک دارالترجمہ میں ناظم رہے۔ (برنی نامہ ص۲۶)

برنی صاحب کو روحانیات وتصوف سے فطری دلچسپی تھی۔ بچپن ہی سے بزرگوں کی صحبت میسر آتی رہی۔ ان کا بیان ہے۔ "لڑکپن تک خورجہ کے قیام میں حکیم سید زین العابدین ایک صاحب نسبت وصاحب کرامت بزرگ کی تعلیم سے فیض ملتا رہا۔ علی گڑھ کالج کے دس سالہ قیام میں حضرت مولانا خلیل احمد اور حضرت عبداللہ شاہ قادری کی عنایات والتفات سے قال وحال میں جان پڑگئی۔ وہ سنا وہ سمجھا اور وہ دیکھا کہ اللہ کی شان نظر آنے لگی۔" (برنی نامہ ص۵)

اور جب حیدرآباد میں آنا ہوا تو لکھتے ہیں کہ: "یہاں بزرگوں کا کیا کہنا ماشاءاللہ حقائق ومعارف کے چمن کھلے ہوئے ہیں۔ البتہ۔

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

جامعہ عثمانیہ میں عبدالقدیر صدیقی سید ابراہیم ادیب پروفیسر شعبہ عربی سے گفتگوئیں ہوتیں تو ایمانیات اور تصوف کے مسائل تازہ ہو جاتے۔ ملاقاتوں میں بڑی خیر وبرکت رہی۔" (برنی نامہ ص۵)

بیعت وخلافت

مرشد کی طلب وتمنا کیسے پوری ہوئی۔ اس کا حال برنی صاحب ہی کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں: "ابتداء (۱۹۱۷ء۔۱۹۲۱ء) جب محلہ جام باغ ترپ بازار میں قیام تھا۔ حسن اتفاق کہئے مشیت الٰہی کی کسی تحریک کے بغیر ایک دن بعد نماز فجر نادانستہ طور پر کرایہ کے مکان کا خیال آیا۔ ایک نو تعمیر مکان پر کرایہ کے لئے خالی تختی لگی ہوئی تھی۔ دستک دی ماما

آئی۔ پھر بحیثیت مکاندار ایک بزرگ آئے۔ تعارف ہوا یہ شاہ محمد حسین صاحب تھے جو عارف باللہ شاہ کمال قادری مچھلی والے کے خلیفہ تھے۔ ان سے بات طے ہوگئی۔ پھر دینی و روحانی روابط بڑھے اور راہ حق کی تعلیم و ترتیب کا سلسلہ چلا۔'' (برنی نامہ ص ۷) یہ وجودی بزرگ تھے۔ ماہ شوال ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء میں موصوف کے دست حق پرست پر قادری، چشتی نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی پھر خلافت سے سرفرازی حاصل کی اور جب موصوف ناظم عدالت ہوکر وفیری چلے تو خط و کتابت کا سلسلہ قائم رہا۔ چنانچہ ۱۳۴۴ھ کو شاہ محمد حسین نے ایک گرامی نامہ میں لکھا: ''میری دعاء ہے کہ آپ کے فیض ولایت سے سارا عالم فیضیاب ہو یہ قیام خانوادہ الیا سیہ علوم الٰہیہ کی تبلیغ مقتضائے وقت کے مطابق ہو۔ آپ کا وجود نورانی اور نور ہے کہ جس سے افراد عالم متمتع ہوگا۔ الحمدللہ کہ اس کے آثار مختلف اعتبارات سے نمایاں ہورہے ہیں۔ جب کام اخلاص سے ہو تو مقبولیت یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت اور ہر قسم کی نصرت شامل رکھے۔ آمین ثم آمین!''

خلافت نامہ پر دستخط کئے اور نقل پر شاہ کمال اللہ شاہ کے دستخط کے ساتھ بطور گواہ عبدالخالق خاں اور محمود علی بیگ کے دستخط کرا کر بھیجا اور برنی صاحب کو تاکید کی تھی کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ چنانچہ مصروفیت کے باوجود خاص دائرہ میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ شاہ محمد حسین کی وفات کے بعد مریدوں کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا تو ۹؍ذوالحجہ دوشنبہ ۱۳۷۶ھ ۲۶؍جولائی ۱۹۵۷ء سے بیعت کا عمومی آغاز برنی صاحب کے اپنے خاندان سے ہوا۔ (برنی نامہ ص ۱۲) اس سے پہلے محدود حلقہ میں جو کام جاری تھا وہ بھی تکمیل کو پہنچا۔ چنانچہ مرزا محمود علی بیگ، عبدالحلیم، عبدالخالق خاں، غلام دستگیر رشید اور احمد حسین خاں کو ۲؍ذی الحجہ مطابق ۱۹؍جولائی ۱۹۵۷ء کو خلافت سے سرفراز کیا گیا۔ (برنی نامہ ص ۱۲)

فن تجوید و قرأت کی تحصیل

برنی صاحب نے اس فن کو مولانا عبدالقدیر صدیقی قادری حیدرآبادی (۱۲۸۸ھ۔۱۳۸۱ھ، صراط الحمید ج ۱ ص ۳۰۸، ۳۰۹، موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔ صراط الحمید ج ۱ ص ۳۰۵، ۳۱۳، تذکرہ قاریان ہند مرتبہ بسم اللہ بیگ، کراچی میر محمد کتب خانہ ۱۲۶۱ قرائے دکن ص ۱۷، ۱۸) سے سیکھا تھا۔ فرماتے ہیں: ''حضرت کی صحبت میں ہم کو بھی قرأت کا خیال پیدا ہوا۔ اوّل تو ہم اس کو محض زیبائش اور تکلف سمجھتے تھے۔ مگر جب سمجھے تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآنی میں اس کی بڑی ضرورت ہے۔ بلکہ قرأت کا حق ادا کرنا ہو تو قرأت لابد ہے۔'' البتہ عام طور پر اس کے نکات و تفصیلات جاننے ضرور نہیں۔ بنیادی اصول جاننے کافی ہیں۔ ان کی مشق ہو جائے تو تلاوت درست ہو جائے۔ صحت تلاوت سے قرآن کریم کا لطف آئے۔ فیض کا راستہ کھل جائے۔ یہ کام اتنا دشوار نہیں جتنا دشوار سمجھتے ہیں۔ چنانچہ چند ماہ کی توجہ اور محنت سے ہم نے فن قرأت کو سمجھا۔ اس کی مشق کی حتیٰ کہ قرأت کے قاعدہ سے حضرت کو تمام قرآن کریم از اوّل تا آخر ایک ماہ میں پڑھ کر سنایا۔ حضرت نے ہمارے عبور کو پسند فرمایا اور اطمینان ہونے پر قرأت کی سند عطاء کی۔ لیکن پختگی کے واسطے مزاولت کی ضرورت ہے۔ جب تک کافی مدت دور نہ رہے مشق پختہ نہیں ہوتی۔ فن قابو میں نہیں آتا۔ ہم اپنی مصروفیتوں سے ہمیشہ عاجز رہے۔

ایک تیرو ہزار سودا

ہمیشہ یہی حال رہا۔ دور با قاعدہ جاری نہ رکھ سکا۔ درمیان میں وقفے ہوتے رہے۔ نتیجہ یہ کہ عبور غائب ہوگیا۔ سرسری خاکہ ذہن میں رہ گیا۔ پھر موقع ملے تو تجدید کی جائے۔ جس زمانہ میں عبور حاصل تھا۔ رفاہ عام کے خیال سے کہ فن قرأت کے سمجھنے میں آسانی ودلچسپی ہو۔ جدید طرز پر ایک رسالہ بھی لکھنا شروع کردیا۔ چنانچہ تقریباً نصف لکھ لیا۔ مگر پھر جو سلسلہ ٹوٹا تو اب تک نہ جڑ سکا۔ مسودہ یوں ہی ادھورا پڑا ہے اور فی الحال عبور بھی باقی نہیں۔ اللہ کو منظور ہو اور آئندہ موقع ملے تو امید ہے کہ منصوبہ پورا ہو جائے۔ فن قرأت پر رسالہ شائع ہو جائے۔ ’’وماتوفیقنا الا باللہ‘‘ (صراط الحمید ج۱ص ۳۰۸،۳۰۹) بعد میں یہ کتاب مکمل کی۔

کھیلوں سے بھی دلچسپی تھی اور بنوٹ کے بارے میں ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔ جس پر دلچسپ گفتگو کی ہے۔ ملاحظہ ہو: ’’یوں تو ہر کام میں قوت کی ضرورت ہے۔ لیکن کشتی میں جتنی قوت درکار ہے۔ بنوٹ میں اس کی اتنی ضرورت نہیں۔ رگ پٹھوں سے کام زیادہ لیتے ہیں۔ حریف بآسانی زیر ہوسکتا ہے۔ فن سے کام لیں تو تھوڑی وقت کافی ہوتی ہے اور یہی بنوٹ کی بڑی خوبی ہے۔ دست بدست پکڑ کے سوا، خنجر تلوار سے بھی مقابلہ کرتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ کمال چھڑی میں ظاہر ہوتا ہے اور یہی اس کا خاص ہتھیار ہے۔‘‘ کھیل اور ورزش کا تو پہلے ہی شوق تھا۔ حیدرآباد میں بنوٹ کی فضا ملی۔ حضرت مولانا عبدالقدیر حیدرآبادی کی دیکھا دیکھی ہمیں بھی شوق ہوا۔ حضرت کے ہاں کام دیکھا۔ پھر حضرت ہی کے مشورے سے ایک مستند استاد مقرر کیا۔ اس سے کئی سال کام سیکھا۔ ان دنوں علی گڑھ جانے کا اتفاق ہوا تو مسلم یونیورسٹی میں بریلی کے ایک استاد سید صاحب بنوٹ سکھانے پر مامور تھے۔ اچھے استاد تھے۔ انہوں نے بھی کام دکھایا۔ پھر بنگلور، میسور جانا ہوا تو وہاں بھی پرانے استاد جمع ہوئے۔ کام کا مظاہرہ ہوا۔ غرض کہ یہ بہت کچھ دیکھا اور خود بھی سیکھا تھا۔ کام میں فنی حیثیت سے ایک بڑی خامی نظر آئی۔ وہ یہ کہ اصول کا فقدان تھا۔ عمل میں کوئی اصولی ربط نہ تھا جو فن کے واسطے بدلا ہے۔ بس مشق ہی مشق تھی۔ یہ کام کیا وہ کام کیا۔ دھراتے دھراتے مشق ہوگئی۔ جیسے کوئی اقلیدس کی چند متفرق شکلیں یاد کرلے۔ مگر یہ نہ جانے کہ نقطہ کیا ہے۔ خط کیا ہے؟ سطح کیا ہے جسامت کیا ہے؟ اصول کیا ہیں۔ اشکال کیا ہیں۔ ان میں ترتیب کیا ہے۔ تعلق کیا ہے۔ ثبوت کیا ہے۔ نتیجہ کیا ہے؟ اور جب تک فن میں لوازم نہ ہوں محض رسمی تقلید پر تعلیم یافتہ نوجوان آمادہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ یہ صورت حال دیکھ کر ہم نے کئی سال غور وفکر کیا۔ تجربات کئے کہ علم وعمل کا کوئی اصولی ربط قائم ہو جائے تو فن میں جان پڑ جائے۔ جس حد تک بھی کامیابی ہوئی خدا کا شکر ہے۔ چنانچہ اپنی تحقیقات کے مطابق اس فن میں ایک رسالہ تصنیف کرلیا۔ البتہ طبع نہیں کرایا۔ اوّل تو زمانہ کی نزاکت مگر اس کا طرز بیان حسن اتفاق سے ایسا بن پڑا جس کو سمجھا دو اس کے واسطے آئینہ، جس کو نہ سمجھاؤ اس کے واسطے معمہ۔ دوسرے خوف یہ کہ رسالہ کی اشاعت پر تعلیم کی فرمائش بڑھی تو اپنے پاس وقت کہاں۔ خود ہم کو مزاولت کہاں؟ تاہم ممکن ہے کہ آئندہ کوئی صورت نکل آئے اور محنت کام آئے۔

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر 1

ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

(استاد محترمؒ صاحب نے اپنے دو واقعے بطور طریقہ کے بتائے ہیں اور لکھوائے ہیں) ایک قادیانی سے

مناظرہ ہوا میں (استاد محترمؒ) نے کہا کہ مناظرہ میں سب سے پہلے دعویٰ اور نقطہ اختلاف واضح ہونا چاہئے تو آپ عام فہم انداز میں بتائیں کہ اختلاف کیا ہے وہ کہنے لگا کہ آپ ہی بتادیں میں نے کہا سنئے:

نمبر۱: مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد کافروں میں نہ کوئی صاحب شریعت نبی آئے گا اور نہ ہی غیر تشریعی نبی آئے گا۔

نمبر۲: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں کوئی بھی صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا۔

نمبر۳: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں غیر تشریعی نبی آئے گا۔

نمبر۴: اس امت میں آپ ﷺ کے بعد صرف مرزا قادیانی ہی غیر تشریعی نبی ہے۔

اس نے کہا واقعتہً ہمارا عقیدہ یہی ہے۔ میں نے کہا یہ جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان کو یہ نہیں معلوم کہ صاحب شریعت نبی اور غیر تشریعی میں کیا فرق ہے۔ اس کا سمجھنا ضروری ہے تاکہ یہ لوگ فیصلہ کرسکیں کہ دلائل دعویٰ کے موافق ہیں بھی یا نہیں۔ اس نے پھر مجھے ہی کہا کہ یہ فرق بھی آپ ہی سمجھادیں میں نے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے کا رسالہ ''ختم نبوت کی حقیقت'' نکالا۔ اس نے ایک حدیث لکھی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے۔ جن میں سے تین سو تیرہ رسول تھے۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ رسول صاحب شریعت نبی کو کہتے ہیں اور صرف نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لے کر نہ آئے۔ میں نے یہ عبارت سنا کر پوچھا کہ آپ اس کو مانتے ہیں۔ اس نے کہا بالکل مانتا ہوں۔ میں نے کہا عوام رسول اور نبی کے لفظ کو جانتے ہیں۔ اس لئے آپ کا دعویٰ یوں ہوگا اور اسی طرح لکھا جائے گا۔

نمبر۱: رسول اقدس ﷺ کے بعد کافروں میں نہ کوئی رسول آئے گا نہ کوئی نبی۔ اگر کوئی کافر رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ کفر ہی ہوگا۔

نمبر۲: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا۔ اگر کوئی دعویٰ رسالت کرے تو وہ کافر ہوگا۔

نمبر۳: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں نبی آسکتے ہیں۔

نمبر۴: مرزا قادیانی نبی تھا رسول نہیں تھا۔ اگر وہ رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔ جو اس کو رسول مانے وہ بھی کافر ہے۔ اس نے کہا بالکل یہی عقیدہ ہے۔ میں نے کہا آپ دعویٰ کے پہلے نمبر پر دلیل بیان کریں۔ اس نے جان چھڑانے کے لئے کہا وہ حصہ کافروں سے متعلق ہے۔ اس لئے اس مجلس میں اس پر دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس لئے میں دوسرے نمبر پر دلیل پیش کرتا ہوں۔ اس نے جلدی سے یہ آیت کریمہ پڑھ ڈالی۔ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)'' اور ترجمہ بھی وہ ہی کیا جو ہمیں چاہئے تھا۔ ﴿نہیں ہیں محمد ﷺ میں سے کسی مرد کے باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔﴾ میں نے کہا آپ دعویٰ بھول گئے ہیں۔ آپ نے آیت وہ پیش کرنی تھی جس میں خاتم المرسلین کا ذکر ہوتا اور نبیوؤں کے آنے والی پیش کرنی تھی۔

لیکن آپ نے اپنے دعویٰ کے دوسرے حصہ پر کوئی دلیل نہیں دی۔ بلکہ دعویٰ کے تیسرے حصہ کے خلاف آپ نے خود آیت پیش کر دی۔ اب وہ بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا۔ آپ نے مجھے ایسا چکر دیا ہے کہ میں پریشان ہو گیا ہوں۔ یاد رہے کہ موضوع طے کرنا آدھا مناظرہ ہے۔ اگر صرف یوں لکھ دیتے کہ ختم نبوت پر مناظرہ ہوگا اور میں یہ آیت پڑھتا تو وہ کبھی اس آیت کا ترجمہ نہ مانتا کہ خاتم النبیین کا معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے تو لکھا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین نہیں۔ کیونکہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ خاتم کا معنی مہر آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک جتنے نبی دنیا میں تشریف لائے ان کو منصب نبوت اللہ تعالیٰ نے عطاء کیا۔

لیکن اب نبی بنانے والی مہر حضور پاک ﷺ کو عطاء کر دی گئی کہ وہ جس کو چاہیں مہر لگا کر نبی بنالیں۔ نبی کریم ﷺ نے نہ کسی خلیفہ راشد پر مہر لگائی نہ عشرہ مبشرہ میں سے کسی پر مہر لگائی۔ نہ احد والوں پر اور نہ ہی تیرہ صدیوں کے مجددوں میں سے کی پر۔ وہ صرف انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی پر لگائی۔ اب وہ مناظر بہت پریشان ہوا اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتا تھا۔ میں نے کہا جو آیت تو نے پڑھی ہے اس کی تشریح سن لے پھر بے شک چلے جانا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''نہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ'' حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ آپ کے ہاں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی پیدا ہوآئیں۔ لیکن آپ کی لڑکیاں جوان ہوئیں۔ ان کی شادی بھی ہوئی۔ جب کہ آپ کا کوئی لڑکا جوان نہیں ہوا۔ جس کو رجل کہا جاسکے۔ گویا اس آیت میں پیش گوئی تھی کہ آپ کی صاحبزادے بچپن میں ہی فوت ہو جائیں گے۔

سوال: اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کسی مرد کے باپ نہیں۔ حالانکہ باپ میں اولاد کے لئے بڑی شفقت ہوتی ہے۔ کیا یہ امت آپ کی شفقت سے محروم ہی رہے گی؟

جواب: اس سوال کا جواب دیا: ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین'' اگرچہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں۔ جسمانی لحاظ سے لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور روحانی باپ کی شفقت جسمانی باپ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ راتوں کو تہجد میں کھڑے ہو کر اپنی امت کے لئے اتنا روتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔ یہ امت پر انتہائی شفقت کی دلیل ہے۔

سوال: اور سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح جسمانی باپ کی جسمانی اولاد باپ کی وفات کے بعد باپ کی جائیداد کی وارث قرار پاتی ہے۔ اسی طرح آپ کی روحانی اولاد یعنی امت میں سے کوئی آدمی آپ کے منصب نبوت میں آپ کا وارث ہوگا کہ وہ امتی بھی کہلائے اور نبی بھی تو اس اشکال کا؟

جواب: یہ دیا گیا: ''وخاتم النبیین'' آپ ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کا کوئی امتی منصب نبوت میں آپ ﷺ کا وارث نہ ہوگا۔ اس آیت کی تشریح خود رسول پاک ﷺ نے فرمائی۔

’’وسیکون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین ولا نبی بعدی (ترمذی ج۲ ص۴۵) ‘‘آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس آدمی ہوں گے جو بڑے جھوٹے اور بڑے فراڈیئے ہوں گے۔ دجال عربی زبان میں ایسے فراڈیئے کو کہتے ہیں جو دودھ میں پانی ملا کر اس پانی کو دودھ کے بھاؤ بیچ ڈالے۔ اسی طرح بعد میں آنے ولوں کو دجال فرمایا کہ اپنی وہ جھوٹی نبوت کو میری سچی نبوت کے ساتھ ملا کر پیش کیا کریں گے اور وہ امتی بھی کہلائیں گے اور نبی بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اقدس ﷺ کے بعد امتی نبی کہلائے ہمیں حکم ہے کہ نہ اس سے بحث کریں نہ کوئی دلیل مانگے بلکہ فوراً کہیں تو کذاب اور دجال ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

’’میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ تو معلوم ہوا کہ کسی امتی کا نبی بننا بھی آیت خاتم النبیین اور حدیث متواتر ’’لا نبی بعدی‘‘ کے خلاف ہے۔ خود مرزائی اپنی کتاب سراج منیر میں لکھتا ہے۔

ہست اوخیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ترجمہ: ہے رسولوں میں بہترین اور لوگوں میں بہترین ہر نبوت اس پر ختم ہوئی ہے۔ (صفدر:۱۲)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ تحذیر الناس میں فرماتے ہیں کہ حدیث: ’’لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (ترمذی ج۲ ص۲۰۹) ‘‘ ﴿اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔﴾ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے امتی تھے۔ اگر آپؓ کو نبوت بھی مل جاتی آپؓ امتی نبی ہی کہلاتے۔ معلوم ہوا کہ آپؓ کے بعد امتی نبی کا ہونا بھی محال ہے۔

جیسے کہتے ہیں کہ: ’’لوکان زید حمارا لکان ناهقا‘‘ ﴿اگر زید گدھا ہوتا تو ھینگنے والا ہوتا۔﴾

اسی طرح بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ’’انت منی بمنزلة هارون بموسیٰ ...... الا انه لا نبی بعدی‘‘ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت ہارون علیہ السلام تابع نبی تھے۔

اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ’’افعصیت امری (طٰہٰ:۹۳)‘‘ ﴿کیا پھر تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔﴾ تو معلوم ہوا جیسے ہارون علیہ السلام تابع نبی تھے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی تابع نبی بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس پر وہ قادیانی اٹھ کر چلا گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

مرزا قادیانی بقلم خود!

قسط نمبر:۲ اللہ وسایا

(قسط اوّل صفر ۱۴۲۹ھ کے رسالہ میں شائع ہوئی۔ تسلسل کے لئے اسے دیکھیں۔ ادارہ)

۵...... مرزا قادیانی کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے پابند کر دیا کہ وہ لاف وگزاف سے باز آ جائے تو مرزا قادیانی نے دجالی چال چلی کہ اپنے مریدوں کے نام پر اپنے مخالفوں کو آڑے ہاتھوں لینے لگا۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے رسالہ میں ابوالحسن تبتی نے یہ اشتہار شائع کیا جو مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات کی جلد سوم میں قادیانیوں نے شائع کیا ہے جو یہ ہے:

سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب

دجال قادیانی کے اشتہار مباہلہ کا جواب

’’دجال قادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے دبایا اور اس سے عہد لے لیا کہ آئندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر۹ جلد۱۸ کے صفحہ ۲۵۹ میں بتفصیل بیان ہوا ہے) اور اس وجہ سے اس کو مجبوراً الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل آزاری سے زبان کو بند کرنا پڑا اور الہامی گولے چلانا یا کھو کہ گوز چھوڑنا ترک کرنا ضروری ہوا اور پھر الہامی دل آزاری کے سوا اس کا کام بند ہونے لگا اور اس کی دکانداری میں نقصان واقع ہوا تو یہ کام اس نے اپنے نائبین کے ذریعہ شروع کر دیا۔ تب سے وہ کام اس کے نائب کر رہے ہیں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے لوگوں کی دل آزاری میں مصروف ہیں۔ از جملہ بعض کا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۱۹ کے صفحہ ۷ وغیرہ میں ہوا ہے۔ ازانجملہ بعض کا ذکر ذیل میں ہوتا ہے کہ اس کے چند نائبین لاہور، لدھیانہ، بٹالہ وشملہ نے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کے نام اس مضمون کے اشتہار جاری کئے ہیں کہ وہ بمقام بٹالہ قادیانی کے ساتھ مباہلہ کر لیں اور اس مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہونے کی صورت میں آٹھ سو پچیس روپیہ (جس کو وہ ان چاروں مواضع سے جمع کر کے پیش کریں گے) انعام لیں۔ اس کے ساتھ ان لوگوں نے دل کھول کر دل آزاری وبدگوئی سے اپنے دلوں کا ارمان نکال لیا اور قادیانی کی نیابت کو پورا کر دکھایا۔ میں ان لوگوں کی جرأت وحیا پر تعجب کرتا ہوں کہ باوجود یکہ مولانا مولوی صاحب اشاعۃ السنہ نمبر ۸،۱۲، جلد۱۵ کے صفحہ ۱۲۶، ۱۸۸، ۳۱۳ اور نمبر۳ جلد۱۸ کے صفحہ ۸۶ اور دیگر مقامات میں قادیانی سے مباہلہ کے لئے مستعدی ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے گریز وانکار اسی قادیانی بدکار کی طرف ہوا ہے نہ کہ مولانا موصوف کی طرف سے۔ پھر یہ لوگ کس منہ سے مولانا مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں اور شرم وحیا سے کچھ کام نہیں لیتے۔ اسی وجہ سے مولوی صاحب ان مجاہیل کی فضول لاف وگذاف کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ان لوگوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے۔ البتہ ان کے مرشد دجال اکبر اکذب العصر سے مباہلہ کرنے کے لئے ہر وقت بغیر کسی شرط کے مستعد وتیار ہیں۔ اگر قادیانی اپنی طرف سے دعوت مباہلہ کا اشتہار دے یا کم سے کم یہ مشتہر کر دے کہ اس کے مریدوں نے جو اشتہار دیئے ہیں وہ اسی کی رضامندی وترغیب سے دیئے ہیں۔ اس میں مولوی صاحب ممدوح اپنی طرف سے کوئی شرط پیش نہیں کرتے۔ صرف قادیانی کی شروط ومیعاد ایک سال کو اڑا کر یہ

چاہتے ہیں کہ اثر مباہلہ اسی مجلس میں ظاہر ہو یا زیادہ سے زیادہ تین روز میں (جو عبداللہ آتھم کے مباہلہ وقسم کے لئے اس نے تسلیم کئے تھے) اور قبل از مباہلہ قادیانی اس اثر کی تعین بھی کردے کہ وہ کیا ہوگا۔ اس کی وجہ دلیل بتفصیل مع حوالہ حدیث وتفسیر وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۷۱ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی خلاف سنت ہے اور اس میں قادیانی کی حیلہ سازی وفریب بازی کی بڑی گنجائش ہے اور درصورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولوی صاحب کچھ نقد انعام لینا نہیں چاہتے۔ صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو قادیانی نے عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے خود تجویز کی تھی کہ اس کا منہ کالا کیا جائے۔ اس کو ذلیل کیا جائے (دیکھو جنگ مقدس میں آخری پرچہ قادیانی کا صفحہ اخیر) پس ہم کو یہ شرط منظور ہے۔ لیکن اس روسیاہی کے بعد اس کو گدھے پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جائے اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس جوتے حضرت اقدس (اکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جن کو انہیں چاروں مواضع کے مرید آپ کی نذر کریں اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے بعد پھر گدھے کی سواری پر آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آپ کے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جائیں: چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی اور یہ شعر صائب کا ''بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا۔ عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند۔'' اور یہ رباعی مرسل یزدانی وعیسیٰ نبی اللہ شدی۔ بازی گوئی کہ دجالت نخواند اے حمار۔ کفشہا بر سر خوری از افترائے ناسزا۔ روپیہ گشتی میان مردم قرب جوار۔ اور یہ بیت اردو ''اڑاتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے۔ یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرا۔ دیوانہ آتا ہے۔''

(راقم سید ابوالحسن تبتی حال وارد کوہ شملہ نجولی ۳۱ راکتوبر ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۲، ۶۴)

۶...... مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات کی تیسری جلد میں ملا محمد بخش جعفر زٹلی کی یہ تحریر شائع ہوئی:

ضروری نوٹ (یادداشتیں)

۱...... ناظرین دجال اکبر قادیانی لعین نے جو اشتہاروں میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبدالقادر لدھیانوی مولوی صاحب موصوف کا ہم مکتب ہے۔ یہ محض دروغ ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ بدنصیب بمقام ہندلہ جبکہ ہم مولوی نورالحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملا پڑھتا تھا۔ اب وہ ہمارا ہم مکتب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس پر فخر کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو یہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی شکایت اس شعر میں ہے:

کس	نیا	موخت	علم	تیرا	زمن
کہ	مرا	عاقبت		نشانہ	نکرو

۲...... یہ بھی مریدان دجال نے مشتہر کیا ہے کہ عبدالقادر نے قلمی خط مولوی صاحب کے پاس بھیجا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے۔ لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین! ہم کو عبدالقادر کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ قلمی خط تو یکطرف رہا کوئی مطبوعہ پرچہ اخبار الحکم جس میں اس کا یہ خط درج ہوا ہے یا کوئی اشتہار لاہور یا

شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا قادیانی یا اس کے اتباع کا مرسلہ ہم کو نہیں پہنچا۔ بہت مشکل اور تلاش سے ہم نے ایک مدرس سکول بٹالہ سے اخبار کا پرچہ مستعار لے کر شیخ فتح محمد اہل حدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا اور اشتہار اہل شملہ ہم نے شملہ کے ایک کلرک محکمہ آب وہوا سے بتقاضا وصول کیا اور اس دجال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو مضمون جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اس کی کاپی ہماری طرف نہیں بھیجتے۔

۳...... عربی نویسی میں دجال قادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جوان نائبین دجال نے مولوی صاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے اس میں بھی ان گمناموں نے دجال اکبر کی سنت پر عمل کیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر۸ جلد۱۵ کے صفحہ ۱۵۹ میں قادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں۔ پھر نمبر۱۲ جلد۱۵ میں قادیانی کی عربی نویسی کا اچھی طرح بخیہ ادھیڑ چکے ہیں۔ مگر اس گروہ بے شکوہ نے شرم وحیا کو نصیب اعداء سمجھ کر ان دعاوی باطلہ واغلیط عاطلہ قادیانی کا اشارہ کر کے گڑے مردے اکھاڑنے کو عمل میں لا کر لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ ان میں ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ السنہ کے ان مقامات کو پڑھ کر ڈوب کر مر جاتے اور پھر عربی نویسی کا دعویٰ زبان پر نہ لائے۔ مگر یہاں شرم کہاں۔ ان کا تو یہ مقولہ ہے کہ شرم چہ کنی است کہ پیش مرواں بیاید

۴...... قادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جوان شیخ چلی کے شاگردوں نے دعویٰ کر کے اس میں مولوی صاحب سے مقابلہ چاہا ہے اس کا جواب مولوی صاحب اشاعۃ السنہ نمبر۱ جلد۱۴ میں ۱۸۹۱ء اور نمبر۱ جلد۱۶ بابت ۱۸۹۵ء کے صفحہ۴ وغیرہ میں دے چکے ہیں۔ مگر ان حیا کے دشمنوں نے حیا سے قسم کھا کر انہی پچھلی باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے۔ ہم کہاں تک جوابات کا اعادہ کرتے جائیں۔

۵...... مولوی سید ابوالحسن صاحب تبتی نے جواباً ۸۲۵ روپیہ انعام کے بدلے آٹھ سو پچیس جوتے قادیانی کے لئے تجویز کئے ہیں اس پر حضور اینجانب کا صاد ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اس قدر رعایت ضروری ہے کہ اگر حضرت اقدس (اکذب) قادیانی اس قدر جوتوں کے بذات شریف ونفس نفیس متحمل نہ ہوسکیں اور سر مبارک حضرت اکذب کا گنجہ ہو جائے یا جوتوں کی مار سے آپ کو الہامی قبض لاحق ہو جائے تو باقی ماندہ آپ کے نائبین جنہوں نے گمنام اشتہارات دیئے ہیں آپس میں اس طرح بانٹ لیں کہ لاہور والے مخلص گمنام پٹیالہ والوں کو اور لدھیانہ والے شملہ والوں کو اور پٹیالہ والے لدھیانہ والوں کو اور اسی طرح وہ ایک دوسرے کو بطور ہمدردی مدد دیں۔ ہم کو اس پر اصرار نہیں کہ وہ سب کے سب جوتے حضرت اقدس (اکذب) ہی کے سر پر پورے کئے جائیں۔ یہ امر بحکم آیت لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعہا ہم کو پسندیدہ نہیں اور عام ہمدردی نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر بالقابہ اس بارے میں میموریل بھیجیں۔ چنانچہ میموریل بھیجا گیا۔ جس کے چند پرچے میرے پاس موجود ہیں۔ پھر جب اس ذریعہ سے اس فتنہ کا انسداد نہ ہوا تو ایک اور میموریل پندرہ ہزار یا شاید سولہ ہزار معزز لوگوں کے دستخط کرا کر بحضور وائسرائے بالقابہ اسی غرض کے حصول کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس کے چند پرچے بھی موجود ہیں۔ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔

۷...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا: ’’تب گندی گالیوں کے دینے میں اور بھی محمد حسین نے نہایت بے باکی سے آگے قدم رکھا۔ چنانچہ ان گالیوں کا نمونہ محمد بخش جعفر زٹلی کے اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے ۱۱ر جون

۱۹۹۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں اس کی عبارت جو دراصل محمد حسین کی عبارت ہے یہ ہے: ’’مرزا عیسائیوں کا کوڑا اور گندگی اٹھانے کے لئے تیار ہے اور راضی ہے اور اپنا منہ ان کی جوتیوں پر ملنے کے لئے اس نے برٹش گورنمنٹ کو خدا کا درجہ دے دیا ہے۔ اس خرد جال نے حضرت سلطان المعظم یعنی سلطان روم کی نسبت ایسی بیہودہ گوئی کی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ یہ خبیث باطنی شیطان سامنے بٹھایا جائے اور دو سو جوتے مارے جائیں اور جب شمار کرتے وقت عدد بھول جائے تو پھر از سر نو گننا شروع کیا جائے۔ اس کتے کے بچے پر لعنت۔ سلطان کی نسبت حقارت آمیز لفظ استعمال کرنے سے تو یہی اچھا ہوتا کہ وہ کھلا کھلا عیسائی ہو جاتا۔ میں نے مرزا قادیانی کے متعلق پانچ پیشگوئیاں کی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

۱...... قادیانی ایک سخت مقدمہ میں پھنس جائے گا اور جلا وطن کیا جائے گا یا بیڑیاں پڑیں گے اور قید خانہ میں ڈالا جائے گا۔

۲...... قید میں وہ دیوانہ ہو جائے گا۔

۳...... ایک ناسور نکلے گا۔

۴...... وہ جذامی ہو جائے گا اور خودکشی کرکے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔‘‘ ایسا ہی ایک اشتہار کے ساتھ ایک تصویر لکھی ہے۔ جس میں مجھے شیطان بنایا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۲۴،۱۲۵)

۸...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا: ’’اس جگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اس طرح تکذیب کی جاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ اس پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے:

میں آج ۶؍مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بجھے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵، ۸، ۲۱ اور ۲۹؍اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ کرشن قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی طرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل وکرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا، نہیں آئے گا، اور نہیں آئے گا۔ اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہوگا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھ کر اس نارسیدہ آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال تک بیگانہ ہوگا۔ ملا محمد بخش حنفی سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۴۱،۵۴۲)

۹...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ: ’’اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان

صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گزرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج ۱۴راگست ۱۹۰۶ء ہے۔ پورا اس کا خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔" (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۸،۵۵۷)

۱۰...... مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "میاں عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔" اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ رب فرق بین صادق وکاذب، انت تریٰ کل مصلح وصادق" (المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود ۱۶راگست ۱۹۰۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ) (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۷ تا ۵۶۰)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو کہا کہ جھوٹا تین سال کے عرصے میں مرجائے گا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ عبدالحکیم کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامتی کا شہزادہ کہا ہے۔ وہ (عبدالحکیم) مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ لیکن مرزا ڈاکٹر عبدالحکیم کی مقرر کردہ مدت میں ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مرگیا اور عبدالحکیم مرزا قادیانی کے مرنے بعد سالہا سال تک زندہ رہا۔ اب قادیانی فیصلہ کریں کہ سچا کون؟ جھوٹا کون؟۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ساہیوال میں قادیانی شرارتوں کا نوٹس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کی درخواست پر قادیانی جماعت کے صدر ابرار کے گھر اور کاروباری دفتر سے قرآنی آیت اور دیگر اسلامی شعائر ہٹا لئے گئے۔ جس سے حسین آباد کالونی کے باسیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تفصیلات کے مطابق قادیانی جماعت ساہیوال کے صدر ابرار نے اپنے رہائشی مکان پر قرآنی آیات ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' اور ''ماشاء اللہ'' اور بزنس دفتر پر ''یا حیی یا قیوم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اور ''ماشاء اللہ'' کی تختی نمایاں جگہ پر لگائی۔ جس سے حسین آباد کالونی کے مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہوگیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے ضلعی راہنماء مولانا عبدالحکیم نعمانی نے جماعتی رفقاء کے ساتھ طویل مشاورت کے بعد حالات کو پرامن رکھنے کے لئے فوری طور پر قانونی کارروائی کے لئے تھانہ فرید ٹاؤن میں درخواست جمع کرائی۔ اس دوران ساہیوال کی تمام مساجد میں دو تین مرتبہ مذمتی قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ ضلعی ومقامی انتظامیہ نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے ابرار قادیانی کے گھر اور دفتر سے اسلامی شعائر ہٹا لئے۔ جس سے فی الوقت علاقہ بھر میں امن ہوگیا ہے۔ اس پوری کارروائی میں قاری منظور احمد طاہر، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالستار، پیر مظہر فرید، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد یار صدیقی، مولانا اظہار الحق، قاری بشیر احمد، مولانا کلیم اللہ رشیدی، ماسٹر عبدالفتاح، قاری سعید بن شہید، مولانا انعام اللہ شاہ بخاری سمیت تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دینی وسماجی راہنماؤں نے بھرپور تعاون کیا اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ہراوّل دستے کا کردار ادا کیا۔ جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال ان تمام حضرات کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہے۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس و محفل حمد ونعت

۲۹؍اپریل بروز بدھ عالمی محفل حسن وقرات اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس مسجد حسین ابن علی قصور میں بعد نماز عشاء جناب قاری مشتاق احمد رحیمی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مثالی حاضری تھی۔ تلاوت قاری حماد انور نفیسی گوجرانوالہ، مولانا قاری احمد میاں تھانوی، ملک القرئی قاری محمد رمضان ہنداوی، قاری علی محمد شمی، قاری متولی عبدالعال مصریوں نے تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا سید زبیر شاہ ہمدانی نے خاکوں کے بارے میں قرارداد مزمت پاس کرائیں۔ پاکستان کے مشہور نعت خواں مولانا آصف رشیدی اور حافظ نوید الرحمٰن نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ سٹیج سیکرٹری مولانا غلام سرور قاسمی، میاں محمد معصوم انصاری تھے۔ مہمان نوازی کے فرائض قاری محمد رمضان، قاری سیف اللہ رحیمی، قاری محمد اسحٰق، قاری محمد طاہر، قاری شاہ محمد، حافظ محمد عمر، حاجی عبدالرحمٰن، محمد عامر، محمد طارق، حافظ یحییٰ، حافظ محمد سلیم اور دیگر رفقاء اور طلباء جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن نے دیئے۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

ایک ہزار انمول موتی: مرتب: جناب حافظ محمد اسحق ملتانی: صفحات:۵۳۶: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

جناب حافظ محمد اسحق صاحب ملتانی مدظلہ محتاج تعارف نہیں۔ مالک ادارہ مذکورہ ہونے کی وجہ سے مشہور ومعروف ہیں۔ اکابر علمائے دیوبند کی نادرونایاب کتب طبع کرتے رہتے ہیں۔ زیرنظر کتاب بھی کئی اکابر حضرات مثلاً حضرت تھانویؒ، قاری محمد طیبؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد عمر پالن پوریؒ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی تصانیف کا نچوڑ وخلاصہ ہے۔ جس میں مرتب موصوف نے باری تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے حسنیٰ کی مختصر تشریح مع خاصیت اور منتخب چالیس احادیث کا ترجمہ اور دیگر بیش بہا کایا پلٹ باتوں کو ذکر کیا ہے۔ پڑھئے اور دل کی دنیا بدلئے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی کاوش کو بارآور اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

دینی نصاب: مرتبین: حضرت مولانا عبدالاحد بلال، مولانا حبیب الرحمٰن: صفحات:۲۱۵: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

جناب حافظ محمد اسحق صاحب کی زیرنگرانی مرتبین موصوفین نے دینی نصاب کے نام سے کتاب مرتب کی ہے جس میں ضرورت کے جمیع مسائل وعقائد سے لے کر حج تک ذکر کر دیئے ہیں اور کچھ روزمرہ کے امور کے آداب ومسنون دعائیں اور کچھ مسائل قرأت بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ اکثر مسائل تعلیم الاسلام مولفہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ سے ماخوذ ہیں۔ گویا زیرنظر کتاب تعلیم الاسلام کی تلخیص ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ اور اسکول وکالج کے طلبہ کے لئے بالعموم اور آئمہ مساجد کے لئے بالخصوص مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسحق صاحب ومرتبین موصوفین کی سعی کو مشکور فرمائیں۔ آمین!

صراط مستقیم: مصنف: حافظ محمد اسحق: صفحات:۴۴۰: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

دیوبندی بریلوی نزاع، مودودی صاحب کے نظریات، اہل سنت واہل تشیع میں اختلافات مسئلہ حیات النبیؐ، اہل حدیث وحنفی اختلاف، مسئلہ بیس تراویح، تین طلاق وغیرہ اہم مسائل میں اکابرین امت کی تحقیقات کو جناب حافظ محمد اسحق صاحب نے یکجا کر کے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ ماہنامہ الخیر ملتان کے ایڈیٹر مولانا محمد ازہر صاحب نے اس کام کی نگرانی کی اور یوں یہ کتاب معرض وجود میں آگئی۔ ان عنوانات پر کئی کتابوں کی تلخیص کی یہ کتاب ضرورت پوری کرتی ہے۔

جمادی الاخریٰ کے اہم واقعات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

سفر طائف	جمادی الاخریٰ	۱۰ نبوت
یہود مدینہ سے معاہدہ	جمادی الاخریٰ	۲ھ
سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات	۲۲/جمادی الاخریٰ	۱۳ھ
حضرت خالد ابن ولید کی وفات	جمادی الاخریٰ	۲۱ھ
جنگ جمل	۱۰/جمادی الاخریٰ	۳۶ھ
سیدنا زبیر ابن عوام کی شہادت	۱۰/جمادی الاخریٰ	۳۶ھ
سیدنا طلحہ الخیر کی شہادت	۱۰/جمادی الاخریٰ	۳۶ھ
حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی وفات	جمادی الاخریٰ	۷۳ھ
محمد بن قاسمؒ کی سندھ میں آمد	جمادی الاخریٰ	۹۲ھ
امام زہریؒ کی وفات	جمادی الاخریٰ	۱۵۸ھ
امام شیاطبیؒ کی وفات	جمادی الاخریٰ	۵۹۰ھ
خواجہ باقی باللہ کی وفات	جمادی الاخریٰ	۱۰۱۲ھ
حضرت سلطان باہوؒ کی وفات	جمادی الاخریٰ	۱۱۰۲ھ
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی وفات	۹/جمادی الاخریٰ	۱۳۲۳ھ
سردار احمد خان پتافی بانی تنظیم اہل سنت کی وفات	جمادی الاخریٰ	۱۳۸۰ھ
مولانا عبدالرحمان کامل پوریؒ کی وفات	۱۶/جمادی الاخریٰ	۱۳۸۶ھ
مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی (لاہوریؒ) کی وفات	۹/جمادی الاخریٰ	۱۳۹۲ھ
مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کی وفات	۲/جمادی الاخریٰ	۱۴۰۹ھ
مولانا ایثار القاسمیؒ کی شہادت	۲۳/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۲ھ
مولانا علی محمد مہتمم دار العلوم کبیر والا کی وفات	۳۰/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۲ھ
مولانا محمد عبداللہ خطیب اسلام آباد کی شہادت	۲۵/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۲ھ
مولانا عتیق الرحمان استاذ الحدیث خیر المدارس	۳/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۵ھ
حکیم محمد سعید کی شہادت	۲۵/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۹ھ
مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کی وفات	۲۷/جمادی الاخریٰ	۱۴۱۹ھ
سید امین گیلانیؒ کی وفات	۸/جمادی الاخریٰ	۱۴۲۶ھ
حضرت مفتی عبدالستار (جامعہ خیر المدارس) کی وفات	۱۱/جمادی الاخریٰ	۱۴۲۷ھ

اولمپیا آرٹ پریس

مع دعاء: حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

14 Years of Excellence
1994 to 2008

Designing, Printing,
Packaging & Publishing.

OLYMPIA

۳۶۔اے گلشن راوی (نزد وپڈا گرڈ اسٹیشن) لاہور

فون: 92-42-7466880, 7466570 7466370 Fax: 92-42-7416790

خوشخبری

علماء مفتیان کرام اور عوام وخواص
اور خواتین سب کیلئے یکساں مفید

تقریباً چالیس مستند فتاویٰ جات سے پہلا منتخب مجموعہ

جامع الفتاویٰ

مکمل ومدلل

11 جلد

مکمل عنوانات کی علیحدہ جلد کیساتھ 11 جلدوں میں۔ پانچ ہزار صفحات دس ہزار سے زائد مسائل کا شرعی حل

اہل سنت والجماعت فقہ حنفی کے مطابق سوال جواب کی شکل میں پہلا عام فہم مجموعہ ہر فرد اور ہر گھر کی ضرورت

مرتب: مولانا مفتی مہربان علی رحمہ اللہ۔ انڈیا **مقدمہ:** مولانا مفتی محمد انور مدظلہ (مرتب خیر الفتاویٰ خیر المدارس ملتان)

پسند فرمودہ: فقیہ الاسلام مولانا مفتی مظفر حسین (مظاہر العلوم سہارنپور) فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہم اللہ

چند اہم عنوانات

عقائد و ایمان.... طہارت.... نماز سے متعلق جملہ مسائل..... زکوٰۃ.... کتاب النکاح.... حج اور روزے کے مسائل.... احکام مسجد تین طلاق پر سعودی مفتیان کا فتویٰ.... مدینہ منورہ میں حاضری کے مسائل و آداب.... تبرکات نبوی اور انکی شرعی حیثیت.... کتاب العلم.... عملیات وتعویذات.... خرید و فروخت کے جدید مسائل کا حل.... ودیعت ومضاربت.... زراعت.... ملازمت اور اسکے مسائل.... حیات الانبیاء علیہم السلام پر مدلل مقالہ.... تقلید واجتہاد کے مسائل.... ختم نبوت اور اسکے متعلق ضروری مباحث.... گھریلو مسائل.... قبروں کی زیارت اور ایصال ثواب.... حقوق والدین.. فقہاء کرام کی دینی خدمات کی شرعی حیثیت.... وراثت وصیت کے مفصل احکام.... بزرگان دین اور خدمت خلق.... فروعی اختلافات..... دیوبندی بریلوی مسلک..... تصوف وسلوک..... کشف وکرامات.... موضوع روایات کی تحقیق.... وقف.... چندہ کے احکامات.... مروجہ رسوم و بدعات.... سود و رشوت.... مروجہ بنکاری کے جملہ مسائل کا حل.... جدید میڈیکل کے مسائل.... علامات قیامت اور تقریباً روزمرہ کی ضروریات پر مشتمل دس ہزار سے زائد مسائل کا حل

گھر میں مفتی: گھروں میں دیندار خواتین دین کے مسائل معلوم کرنے کیلئے اکثر پریشان رہتی ہیں کہ وہ کس طرح کسی صاحب علم سے رابطہ کریں۔ جامع الفتاویٰ خواتین کیلئے بھی نعمت عظمیٰ ہے کہ وہ اس کی مدد سے اپنے ذاتی، گھریلو، خاندانی ہر قسم کے مسائل کے بارے میں خود مطالعہ کر کے علم حاصل کر سکتی ہیں۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے یہ ایسا مجموعہ مرتب ہو گیا ہے کہ آپ کسی بھی مسئلہ کی تحقیق چاہیں گے تو ان شاء اللہ اس میں پوری وضاحت پائیں گے گویا آپ کے گھر میں دارالافتاء یعنی گھر میں مفتی موجود ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے

اکابر مفتیان کرام

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ
حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب دہلوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالحق صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے رعایتی قیمت پر اپنی مطلوبہ دینی کتب حاصل کیجئے

Mob:0322-6180738
061 4540513
4519240

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

Email:taleefat@mul.wol.net.pk ishaq90@hotmail.com

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

Abdul Basit Jewellers

Muhammad Tariq Hassan

Excellence is our Passion

Our Vow is to exceed the expectation of every client every day.
In every possible way

12- Mola Baksh Road, Numberdar Plaza, Kanak Mandi Mozang, Lahore.
Ph:7353341, 7237062 Mobile: 0333-4255251

قیمت فی شمارہ /10 روپے

قیمت سالانہ /100 روپے